آئینۂ حق و باطل

www.kitabmart.in

مصنف سید بشارت حسین کامل مرزاپوری

www.kitabmart.in

(جملہ حقوق محفوظ)

نام کتاب .... آئینۂ حق و باطل

مصنّف .... سید بشارت حسین صاحب کامل مرزاپوری

اشاعت اوّل .... یکم فروری ۱۹۷۷ء

تعداد ۵۰۰

مطبع ... . سندھ آفسٹ پرنٹرز کراچی

قیمت .... روپے

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی (ناشران و تاجران کتب)

۱۳۵۔ موتن مارکیٹ بمقابل نیو میمن مسجد ایم اے جناح روڈ۔ کراچی ۲

www.kitabmart.in

فہرست مضامین

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
۱	عرض حال	۵
۲	تحقیق کا سبب	۵
۳	شیعوں کا عقیدۂ توحید	۱۸
۴	توحید	۲۲
۵	صفات ثبوتیہ	۲۲
۶	اہل سنت کا عقیدۂ توحید	۲۴
۷	خدا کا دیدار	۲۴
۸	خدا ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔	۲۸
۹	خلقت عالمین سے پہلے خدا ایک ابر میں رہتا تھا۔	۳۰
۱۰	خدا کا عرش پر بیٹھنا اور اس کا چرچرانا	۳۰
۱۱	خدا کے ہاتھ	۳۱
۱۲	خدا کا پیر دوزخ میں	۳۱
۱۳	روز قیامت مسلمانوں کے پاس خدا کا صورت بدل بدل کر آنا	۳۱
۱۴	خدا کا صورت بدل کر آنا اور اپنی پنڈلی کھولنا تو مسلمانوں کا اس کو سجدہ کرنا	۳۲
۱۵	مذہب اہل سنت میں عقل سے کام لینے کی ممانعت	۳۴
۱۶	مذہب شیعہ کا عقلی ہونا اور قرآن مجید میں عقل سے کام لینے کی تاکید	۳۵
۱۷	اعتقاد نبوت و عصمت انبیاء و اوصیاء علیہم السلام	۴۰
۱۸	انبیاء علیہم السلام کے بارے میں شیعوں کا عقیدہ	۴۰
۱۹	شیعوں کا عقیدۂ عصمت	۴۱

www.kitabmart.in

تفصـــــــیل

صفحہ نمبر

۲۰	پہلی دلیل	۴۱
۲۱	دوسری دلیل	۴۱
۲۲	تیسری دلیل	۴۲
۲۳	چوتھی دلیل	۴۳
۲۴	پانچویں دلیل	۴۴
۲۵	انبیاء علیہم السلام کے بارے میں عام مسلمانوں کا عقیدہ	۴۵
۲۶	ایک نبی کا چیونٹیوں کا گھر جلانا	۴۸
۲۷	حضرت ابراہیم کے تین جھوٹ	۴۹
۲۸	حضرت موسیٰ کا ملک الموت کی آنکھ پھوڑنا	۵۰
۲۹	پیغمبر آخرالزماں کے بارے میں شیعوں کے اعتقادات	۵۰
۳۰	حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اہل سنت کے عقائد	۵۳
۳۱	پیغمبر عادل پر اتہام ناانصافی	۵۳
۳۲	مذہب اہل سنت کے مطابق آنحضرتؐ کی پیروی مسلمانوں کے لئے جہنم کا پیغام ہے	۶۰
۳۳	حضورؐ پر دوران حیض مباشرت کا الزام	۶۲
۳۴	آنحضرتؐ میں تیس مردوں کی طاقت ہونا۔	۶۵
۳۵	بیویوں پر آنحضرتؐ کا دورہ کرنے کا حال حضرت عائشہ کی زبانی	۶۶
۳۶	جناب رسول خداؐ کی حضرت عائشہ سے بے پناہ محبت	۶۶
۳۷	ایام نجاست اور قرآن خوانی	۶۷
۳۸	بی بی عائشہ کا پیر اور سجدہ گاہ رسولؐ	۶۷
۳۹	ام المومنین کے متعلق نجاست صاف کرنے کی توہین آمیز روایات	۶۸
۴۰	آنحضرتؐ کے سامنے حالت نماز میں حضرت عائشہ پر جنازہ کی مانند پڑی رہنے کا الزام	۶۹
۴۱	نمازی کے سامنے سے گزرنے کی شدید ممانعت	۶۹

www.kitabmart.in

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
۴۲	دیگر	۷۱
۴۳	جناب رسولؐ خدا اور حضرت عائشہ کی باہمی دوڑ	۷۲
۴۴	حضرت عائشہ کے حسن و کمسنی اور بھولے پن کی تعریف	۷۲
۴۵	حضرت عائشہ کا اپنے کنواری کا ہونے کا اظہار	۷۴
۴۶	بی بی عائشہ پر منی کو رگڑ کر صاف کرنے کا الزام	۷۵
۴۷	دیگر	۷۵
۴۸	آنحضرتؐ کا حضرت عائشہ کو حبشیوں کا ناچ دکھانا	۷۵
۴۹	آنحضرتؐ کے پاس حضرت عائشہ کا لڑکیوں کے ساتھ کھیلنا	۷۷
۵۰	خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب عائشہ کی شکل دکھائی گئی	۷۷
۵۱	حضرت عائشہ کا ہار گم ہونا اور آیہ تیمم کا نازل ہوا	۷۸
۵۲	جناب رسول خدا اور جناب عائشہ کا ایک برتن کے پانی سے غسل کرنا	۸۰
۵۳	غسل نبیؐ اور حرارتِ ام المومنین	۸۰
۵۴	آنحضرت کا گلاس سے اس جگہ سے پانی پینا جہاں سے حضرت عائشہ پیتی تھیں	۸۱
۵۵	حضرت عائشہ کا مسواک چبا کر آنحضرتؐ کو دینا۔	۸۲
۵۶	حضرت عائشہ گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں	۸۲
۵۷	حضرت عائشہ رسول اللہ سے ناراض ہو جایا کرتی تھیں۔	۸۳
۵۸	حضرت عائشہ کا رسول اللہ کی اذیت میں کوشاں رہنا	۸۶
۵۹	حضرت عائشہ کی آنحضرت کی دوسری بیویوں سے بدخلقی اور آنحضرت کو ایذا پہنچانا	۹۰
۶۰	زبانِ رسولؐ سے جناب خدیجہ کی تعریف سننا جناب عائشہ کو گوارہ نہ تھا۔	۹۱
۶۱	حضرت عائشہ کا جناب خدیجہ کی مذمت کر کے رسول کو اذیت دینا	۹۱
۶۲	جناب رسولِ خدا کے نزدیک حضرت عائشہ اور حفصہ یوسف کے ساتھ والیوں کے مانند تھیں	۹۲
۶۳	جناب عائشہ کا آنحضرت کو ان کے آخر وقت باوجود ممانعت کے دوا پلانا اور آنحضرت کا عتاب فرمانا	۹۶

www.kital

صف	تفصیل	ار

آنحضرت پر ہوس پرستی کا الزام
مسئلہ غسل اور بے ہودہ ترین روایت
حضور پر پشت بقبلہ رفع حاجت کرنے کا الزام
آنحضرت پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا الزام (معاذاللہ)
حضور پر پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے کا الزام
آنحضرت پر شیطان کا قابو (معاذاللہ)
آنحضرت کا ارشاد کہ قرآن کی سورۃ یا آیت بھولنے سے بڑھکر کوئی گناہ نہیں۔
آنحضرت پر سہواً ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھانے کا الزام
آنحضرت پر ادھوری نماز پڑھنے کا الزام
آنحضرت پر مضحکہ خیز نماز پڑھنے کا الزام
خلاصہ عقائد مذاہب اسلام

www.kitabmart.in

عرض حال

میں شیعہ خاندان میں پیدا ہوا۔ شیعہ ماں اور باپ کی گود میں پرورش پائی۔ اسی ماحول میں پلکر جوان ہوا اور اس آخری عمر تک پہنچا ہوں لیکن والدین کی شفقت یا شیعہ ماحول میں زندگی گزارنے کے سبب سے شیعہ نہیں ہوں بلکہ اپنی ذاتی تحقیق کے بعد شیعہ ہوا ہوں اور اسی مذہب پر قائم ہوں۔

تحقیق کا سبب میرے والد سید محمد حسین صاحب مرحوم بن سید فتح حسین بن سید ضامن علی صاحب مرحومین متوطن موضع بلی پورہ ڈاکخانہ میراں پور تحصیل جانسٹھ واقع سادات بارہ ضلع مظفر نگر ہند، سید ابوالفرح زیدی الواسطی کی اولاد سے تھے۔ اور ترک وطن کر کے مرزاپور یوپی میں آباد ہو گئے تھے وہیں موصوف نے مکان بنوایا تھا۔ اور زنانخانہ سے ملحق ایک امام بارگاہ بھی تعمیر کرائی اور وقف کر دیا جس میں شب یکم محرم تا بارہ محرم مجلس کرتے تھے۔ اور اب بھی ہوتی ہیں۔ اور روز العید بعد ظہر مجلس ہوتی ہے اور بعد مجلس جلوس علم وذوالجناح برآمد ہوتا ہے۔

مرزاپور میں شیعہ اور سنی کی مطلق تفریق نہیں۔ سب ایک دوسرے مراسم دینی و دنیوی باہمی اتحاد و اتفاق کے ساتھ بجالاتے ہیں۔ مجلس عزا و میلاد شریف وغیرہ نیز دیگر تقریبات میں دونوں فریق رہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ شیعہ و سنی شیر و شکر کے مانند ایک معلوم ہوتے ہیں۔

www.kitabmart.in

والد صاحب قبلہ نے اپنے مکان مسکونہ کے مقابل ایک مکان اور خرید لیا تھا جس میں عموماً کرایہ دار آباد رہتے تھے۔ ۱۹۲۱ء میں جس زمانے کا یہ ذکر ہے بہ کڑے مانک پور ضلع الہ آباد کے مسمی ریاض احمد صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ریلوے اسٹیشن لومرزاپور اور بانکی پور پٹنہ کے باشندے نثار احمد صاحب سگنلر تار بابو ریلوے اسٹیشن مرزاپور آباد تھے مذکورہ دونوں بزرگوں کے ساتھ ان کے اہل و عیال نہ تھے تنہا وہی دونوں حضرات رہتے تھے۔

وہ دونوں بزرگ نہایت شریف النفس، خوش مزاج اور خوش اخلاق تھے ریاض احمد صاحب نعت گو شاعر تھے ہم لوگوں نے موصوف کو مولانا کا خطاب دے رکھا تھا میں اور میرے بڑے بھائی سید لیاقت حسین مرحوم اور ہمسایہ اہل سنت کے چند ہمارے ہم عمر لڑکے مولانا کی فرصت کے اوقات میں ان کا کلام سننے کے اشتیاق میں ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے ہم سب مولانا اور نثار احمد صاحب سے بہت مانوس ہو گئے تھے۔ اور وہ دونوں صاحبان بھی ہم سے بہت محبت کرتے تھے اسی زمانہ میں نثار احمد صاحب کے ایک عزیز قریب بانکی پور سے آکر ان کے مہمان ہوئے تھے تین چار روز کے بعد انہوں نے مولانا سے کہا کہ آپ اپنی داڑھی کے بال اس قدر چھوٹے کیوں کرا دیتے ہیں۔ کیونکہ موصوف لانبی داڑھی کے بال نہ رکھتے تھے، مولانا نے فرمایا کہ "اس میں کیا قباحت ہے انہوں نے کہا "یہ تقلید شیعہ ہے" مولانا نے مسکرا کر فرمایا کیا ہوا کلہ صاف کر دینے سے تو بہتر ہے انہوں نے کہا "مجھے شیعوں کی بعض رسموں سے نفرت ہے"

www.kitabmart.in

مولانا نے یہ سمجھ کر کہ یہ حضرت - لیاقت حسین و لبشارت حسین کو نہیں جانتے - کہ یہ دونوں بھائی شیعہ ہیں چاہا کہ کچھ اور کہنے سے پہلے ان کو آگاہ کر دیں تاکہ وہ اور دل آزار گفتگو سے باز رہیں - فرمایا یہ دونوں بھائی شیعہ ہیں - میرے پاس فرصت تمام اوقات میں بیٹھتے ہیں ان کے والد صاحب بھی اکثر تشریف لاتے ہیں - ان ہیں سے بھی گفتگو رہتی ہے میں نے تو کوئی بات ایسی ان لوگوں میں نہیں پائی جو نفرت کا باعث ہوں۔

مولانا کی یہ بات سن کر بجائے اس کے کہ وہ خاموش ہو جاتے یا کلام کا رخ بدل دیتے مزید وضاحت کے ساتھ یہ بیان کرنا شروع کیا:-

شیعوں کی بیشمار رسموں میں دو رسمیں ایسی ہیں جو کسی کافر و مشرک میں بھی نہیں پائی جاتیں۔

پہلی یہ کہ وہ اپنے مردوں کو غسل دیتے ہیں تو اس کے پاخانہ کے مقام میں گز یا لوہے کی سلاخ ڈال کر اس کی آنتیں صاف کرتے ہیں اگر ایسا نہ کرے تو ان کا مردہ پاک نہیں ہوتا۔"

دوسری نہایت شرمناک رسم یہ ہے کہ شیعوں کے مذہب میں ایک ہو عید ہوتی ہے۔ "عید غدیر" جس میں دن کے وقت ایک کمرے میں ماؤں بہنوں - خالاؤں پھوپھیوں - بیٹیوں بھانجیوں اور بھتیجیوں کے ڈوپٹے ایک جگہ ملا کر رکھ دیئے جاتے ہیں - اور رات کو اندھیرے میں خاندان مرد جن میں کوئی کسی کا بھائی ہوتا ہے کوئی کسی کا بیٹا ہوتا ہے اور کوئی کسی کا چچا ہوتا ہے کوئی کسی کا باپ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ جاتے ہیں اور جس کے ہاتھ میں جس کا ڈوپٹہ آجاتا ہے خواہ وہ ماں کا ڈوپٹہ ہو خالہ کا ہو پھوپھی کا ہو بیٹی

www.kitabmart.in

کا ہو۔ بہن کا ہو۔ بھانجی یا بھتیجی کا ہو۔ وہ اس رات اسی سے مقاربت کرتا ہے اور شیعوں کے اعتقاد میں اس فعل سے بجائے گناہ کے بہت ثواب ہوتا ہے۔"

مولانا نے فرمایا "میں دو سال سے اس مکان میں رہتا ہوں۔ میں مذکورہ عید کی محفلوں میں بھی شریک ہوا ہوں جن میں مولا علیؑ کی منقبت میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔ اور تقریریں ہوتی ہیں۔ لیکن جو باتیں آپ بیان کرتے ہیں کسی سے نہیں سنیں۔"

وہ کہنے لگے کہ یہ عید بہت پوشیدہ طور سے منائی جاتی ہے۔ میرے ایک شیعہ دوست نے جو مجھے اپنے بھائی سے زیادہ عزیز رکھتا ہے اس عید سے آگاہ کیا اور اپنے ساتھ شریک بھی کیا۔ اس کو بھی شیعوں کی اس رسم اور اس بیہودہ اعتقاد سے سخت نفرت ہے

اب میں بول اٹھا کہ "جناب کا یہ بیان قطعی غلط معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب بقول آپ کے اس جشن عید میں صرف خاندان کے ہی لوگ شریک ہوتے ہیں تو آپ غیر خاندان کے فرد کیسے شریک ہو گئے؟ کہنے لگے آپ تو جرح کرتے ہیں میرے جواب سے جناب مولانا صاحب اور میرے بھائی لیاقت حسین صاحب مسکرائے اور وہ خاموش ہو گئے۔ تاہم مجھے ان کی گفتگو سے سخت اذیت پہنچی حالانکہ اس وقت میری عمر چودہ پندرہ سال کی تھی اور میں شیعہ سنی کے باہمی اختلاف سے قطعی ناواقف تھا کیونکہ بزرگوں کی تعلیم و تاکید یہی تھی کہ سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ شیعہ یا سنی زبان پہ

www.kitabmart.in

لانا نہایت معیوب سمجھتے تھے۔

میں نے شب کو اپنے والد صاحب سے ان کی یہ گفتگو بیان کی۔ دوسرے روز صبح کو قبلہ موصوف ان کے پاس گئے۔ اور ان سے مذکورہ عید کا ثبوت طلب کیا اور فرمایا کہ اگر آپ شیعوں کی کسی کتاب میں اسی بیان کردہ عید دکھا دیں تو میں مذہب شیعہ ترک کر کے مذہب اہلسنت اختیار کر لوں گا۔ ورنہ آئندہ ایسی بہتان طرازی سے پرہیز کریں کیونکہ اس کا نتیجہ فساد کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ میں تو آپ کا اسلئے احترام کرتا ہوں کہ شاہ احمد صاحب کے مہمان ہیں اس لئے میرے نزدیک مہمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مختصر یہ کہ مولانا نے بات بڑھنے نہ دی اور درمیان میں پڑ کر معاملہ رفع دفع کر دیا۔

غرض اس تذکرے سے یہ تھی کہ "عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد" اگرچہ وہ بزرگ نہایت متعصب اور شیعوں سے سخت متنفر تھے۔ اور ان کی گفتگو سے مجھے بہت سخت تکلیف پہنچی تھی۔ لیکن اتنی گفتگو میرے لئے تحقیق کا باعث ہوئی کیونکہ مجھے اسی وقت سے مذہبی کتابوں کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ لیکن علمی قابلیت مطلق نہ تھی ان کتابوں کا صحیح طور سے سمجھنا میرے امکان میں نہ تھا کیونکہ اکثر و بیشتر عربی و فارسی کے الفاظ ہوتے جن کے سمجھنے سے میں قاصر تھا۔

اردو کی چند کتابیں، دینیات اور قرآن مجید پڑھنے کے بعد میرے والد صاحب قبلہ نے مجھے فارسی پڑھنے پر مامور فرمایا اور جناب مولوی بخش صاحب قبلہ المتخلص بہ نکتہ راہل سنت کے سپرد فرمایا جناب مولانا موصوف اورینٹیل پرتین ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ ہائی اسکول مرزا پور میں مدرس تھے میں بھی انہی کی

www.kitabmart.in

ایماء سے اسی اسکول میں پڑھنے لگا چونکہ ہمسایہ کے میرے ہم عمر لڑکے سب انگریزی اسکول میں پڑھتے تھے وہ میرا مذاق اڑایا کرتے اور جب انکے ساتھ میں کھیل و تفریح میں شریک ہوتا تو صرف میں اچھوت کے مانند ہوتا تھا اور مجھے بجائے دلبستگی کے سخت اذیت پہنچتی تھی۔ لہٰذا میں فارسی تعلیم سے بہت بددل اور متنفر ہوگیا اور چاہتا تھا کہ انہی لڑکوں کے ساتھ انگریزی پڑھوں میں نے اسکول جانا چھوڑ دیا اور تعلیم یک قلم موقوف ہوگئی والد صاحب قبلہ نے ہرچند کوشش کی مگر میری طبیعت رجوع نہ ہوئی قبلہ موصوف نے جبر و تشدد سے کام لینا مناسب نہ سمجھا اور مجھے بالکل آزاد چھوڑ دیا۔

شاعری کا بھی شوق تھا مگر نظم کے ابجد و اہوز سے بھی آگاہ نہ تھا میں نے اسی دوران میں ایک "سلام" کہا لیکن بغیر اصلاح کے مجلس میں پڑھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی سوچتے سوچتے انہی میرے شفیق معلم جناب مولوی محمد بخش صاحب قبلہ کی جانب ذہن نے رسائی کی ایک روز چار بجے شام کے قریب، نہایت ندامت اور خجالت کے ساتھ میں قبلہ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ وہ اسکول کا وقت ختم ہونے کے بعد اپنے جاتے قیام پہ جانے کے لئے اسکول کے دروازے سے برآمد ہو رہے تھے میں موصوف کے انتظار میں وہیں کھڑا ہوا تھا مجھے دیکھکر فرمایا" بشارت میاں تم کس غرض سے کھڑے ہو" میں نے سلام کر کے عرض کیا" آپ ہی کے انتظار میں کھڑا ہوں" اور وہ کاغذ جس پہ سلام لکھا ہوا تھا پیش کر کے کہا کہ اس پہ اصلاح چاہتا ہوں۔ قبلہ موصوف نے نہایت خوشی کا اظہار فرماتے ہوتے وہیں کھڑے کھڑے ان اشعار کو پڑھا اور بہت تعریف کی پھر اپنے جاتے قیام کی طرف روانہ ہوتے جو اسکول

www.kitabmart.in

سے تھوڑے فاصلے پر تھی۔ میں بھی ساتھ ساتھ تھا راستہ میں موصوف نے مجھے نصیحت کرنا شروع کر دی فرمایا، تم کو شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ شوق تو اچھا ہے مگر تمہارے امکان سے باہر ہے۔ تم جاہل ہو۔ اور جاہل کو شعر و سخن سے کیا واسطہ۔ تم نے تعلیم حاصل کرنا ترک کر دیا۔ لہو و لعب میں اپنا قیمتی وقت ضایع کر دیا۔ تمہارے ساتھ کے لڑکے فارسی کے تمام امتحانات پاس کر کے عربی کے بڑے اونچے اونچے درجہ میں پہونچ گئے۔ اور تم جاہل کے جاہل رہ گئے جانوروں سے بدتر۔ اب بھی وقت ہے کہ تم اپنی ضایع شدہ زندگی کو سنوار سکتے ہو۔ اگر تم چاہو تو میں تم کو بھی اس سال منشی کے امتحان کے لئے تیار کر سکتا ہوں۔ تم کو تو کچھ دشواری ہی نہیں ہو سکتی تم ماشاء اللہ بہت ذہین ہو۔ بہت کچھ پڑھ چکے ہو۔ مختصر یہ کہ شفقت و ملامت سے ملی جلی ایسی نصیحتیں فرمائیں کہ میں بہت متاثر ہوا اور مجھے اپنے تضیع اوقات پر بڑا صدمہ ہوا۔ میں نے۔ میں نے اسی وقت سے حصول تعلیم کا مصمم ارادہ کر لیا۔ موصوف نے فرمایا تم اسکول میں نام لکھوا لو۔ تمہارے ہم مذہب جناب مفتی سید مقبول حسین صاحب ہیڈ مدرس ہیں۔ تم ان سے خوب واقف ہو۔ وہ بھی بہت خوش ہوں گے۔ اور خاص توجہ سے تم کو پڑھائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ سے چھوٹے چھوٹے لڑکے منشی کا کورس پڑھ رہے ہیں اور میں نے تو ابھی گلستان و بوستان تک مکمل نہیں پڑھی ہے۔ پہلے آپ ان دونوں کتابوں کو مجھے اول تا آخر پڑھا دیں تو میں اسکول میں نام لکھوا لوں گا اور منشی کے نصاب کی کتابیں پڑھنا میرے لئے آسان ہو جائے گا۔ موصوف نے فرمایا کہ اگر تم واقعی پڑھنا چاہتے ہو تو میں پڑھانے کو تیار ہوں۔ تم روزانہ اسی وقت میرے مکان پر آجایا کرو۔ الغرض

www.kitabmart.in

اچھے نمبروں سے کامیاب ہو جائے۔

میری زبان و قلم میں طاقت نہیں کہ اپنے دونوں استادوں کا شکریہ ادا کر سکوں جن کے فیوض و برکات سے میں اس قابل ہوا کہ کچھ دینی خدمت کر سکوں۔

اے سب سے بہتر صلہ دینے والے معبود میرے دونوں شفیق استادوں کو اپنی بارگاہ سے وہ بلند و عظیم اجر عطا فرما جو میرے اور دنیا میں ہر ایک کے وہم و گمان سے بالاتر ہو۔ آمین ثم آمین۔

آمدم برسر مطلب۔ ایک مرتبہ دوران تلاوت قرآن مجید میں اس آیت پر پہنچ کر نظر رک گئی۔ وَاذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰبائنا اولو کان اٰباؤھم لا یعقلون شیئاً ولا یھتدون ○ (سورہ بقرآیت ۱۷۰ پ ۲) یعنی جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں ہم تو اسی طریقہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ اگرچہ اُن کے باپ دادا عقل سے کچھ کام نہ لیتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہی رہے ہوں۔

اور اثنائے مطالعہ کتب میں بڑی مسلمہ حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہی نظر سے گزر چکی تھی کہ:۔

ستفترق امتی علی ثلٰثۃ وسبعین فرقۃ واحدۃ منھا ناجیۃ والباقون فی النار

یعنی میری اُمت میں تہتر فرقے ہوں گے ان میں ایک نجات پائیگا اور باقی سب جہنم میں جائیں گے

پھر ایک مرتبہ اثنائے تلاوت قرآن مجید میں اس آیت کی تہدید و تاکید بھی دل پر بہت اثر انداز ہوئی۔

یا ایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم ناراً وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملائکۃ غلاظ شداد لا یعصون ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون ○ (سورہ تحریم پ ۲۸ آیت ۶) یعنی اے ایمان والو۔ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور اس پر وہ تند خو اور سخت مزاج فرشتے موکل ہیں کہ خدا ان کو جس کام کا حکم دیتا ہے۔ وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں

www.kitabmart.in

اچھے نمبروں سے کامیاب ہو جائے۔

میری زبان و قلم میں طاقت نہیں کہ اپنے دونوں استادوں کا شکریہ ادا کرسکوں جن کے فیوض و برکات سے میں اس قابل ہوا کہ کچھ دینی خدمت کرسکوں۔

اے سب سے بہتر صلہ دینے والے معبود میرے دونوں شفیق استادوں کو اپنی بارگاہ سے وہ بلند و عظیم اجر عطا فرما جو میرے اور دنیا میں ہر ایک کے وہم و گمان سے بالاتر ہو۔ آمین ثم آمین۔

آمدم برسر مطلب۔ ایک مرتبہ دوران تلاوت قرآن مجید میں اس آیت پر پہنچ کر نظر رُک گئی ۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ۝ (سورہ بقرآیت پ۲) یعنی جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں ہم تو اسی طریقہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ اگرچہ اُن کے باپ دادا عقل سے کچھ کام نہ لیتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہی رہے ہوں۔

اور اثنائے مطالعہ کتب میں بڑی مسند حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پہلے ہی نظر سے گزر چکی تھی کہ:-

ستفترق امتی علی ثلثۃ وسبعین فرقۃ واحدۃ منھا ناجیۃ والباقون فی النار

یعنی میری اُمت میں تہتر فرقے ہوں گے ان میں ایک نجات پائیگا اور باقی سب جہنم میں جائیں گے

پھر ایک مرتبہ اثنائے تلاوت قرآن مجید میں اس آیت کی تحدید و تاکید بھی دل پر بہت اثر انداز ہوئی۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ (سورہ تحریم پ۲۸ آیت ۶) یعنی اے ایمان والو۔ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور اس پر وہ تند خو اور سخت مزاج فرشتے موکل ہیں کہ خدا ان کو جس کام کا حکم دیتا ہے۔ وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں

www.kitabmart.in

بلکہ وہی کرتے ہیں جو خدا ان کو حکم فرماتا ہے۔
مذکورہ آیتوں اور حدیث سے میں نے یہ نتیجہ نکالا۔ اسلام میں تہتر فرقے ہوں گے ایک نجات پائیگا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ حالانکہ وہ باقی فرقے بھی خدا اور رسول کے قائل ہیں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ۔ زبان پر جاری کرتے ہیں یعنی توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ قران مجید کو کلام اللہ جانتے ہیں۔ کعبہ معظمہ کو قبلہ جانتے ہیں۔ لیکن بموجب حدیث مذکورہ جہنم میں جائیں گے
دوسرے یہ کہ باپ دادا کے مذہب پر بلاتحقیق قائم رہنا عقلاً درست نہیں
تیسرے یہ کہ تحقیق بعد فرقہ ناجیہ میں شامل ہو کر اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو بھی فرقہ ناجیہ میں داخل کر کے جہنم کی آگ سے محفوظ و مصئون کر لینا ضروری ہے۔
لہذا میں نے تحقیق کرنا شروع کی۔ اہل سنت کے تمام فرقوں کے عقائد و اصول باہم قریب ملتے جلتے پائے سوائے شیعوں کے جن کے عقائد و اصول برادران اہل سنت کے عقائد سے بالکل مختلف ثابت ہوئے۔ میں نے ہر دو فریق کے علماء کی لکھی ہوئی مناظرہ کی کتابیں پڑھیں۔ شیعوں نے اپنے دعووں کو اہل سنت کی معتبر کتابوں سے ثابت کیا۔ لیکن برادران اہل سنت اپنے دعووں کو شیعوں کی کتابوں سے ثابت کرنے سے قاصر رہے ہیں بلکہ اپنے دعووں کے ثبوت میں اپنی ہی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں جس سے ان کی کمزوری عقلاً مجھ پر ثابت ہو چکی تھی تاہم میں نے مزید احتیاط کی بنا پر کوشش کی کہ شیعوں نے اہل سنت کی جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں ان مضامین کو بچشم خود ان کتابوں میں دیکھوں تاکہ میرا الیقین حق الیقین کے درجہ پر پہونچ جائے۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے میں نے ان کی معتبر کتابیں صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، موطائے مالک، مشکوۃ شریف وغیرہ نیز مناظرہ

www.kitabmart.in

کو اکثر کتابیں قیمتاً خرید کر مطالعہ کیا اور اُن مضامین کو حرف بحرف صحیح پائے جن کا ذکر شیعوں نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔

چونکہ صحیح عقائد ہی صحیح اعمال کے ذمہ دار ہیں اور صحیح اعمال ہی نجات کا باعث ہیں اور صحیح و غلط اور حق و باطل کا امتیاز صرف عقل سے کیا جاتا ہے اور دین اسلام بھی سراسر عقل کے مطابق ہے جیسا کہ خدائے عز اسمہ اپنے کلام میں ارشاد فرماتا ہے۔ ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ (سورہ بقرہ آیت ۱۳۰) یعنی کون ہے دین ابراہیم (اسلام) سے روگردانی کرے سوائے اس کے جو اپنے آپ کو احمق بنائے یعنی عقل سے کام نہ لے۔ اور عقل سے کام نہ لینا غفلت ہے اور غافلوں کے حق میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے "لقد ذرانا لجھنّم کثیرا من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اٰذان لا یسمعون بھا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل اولٰئک ھم الغٰفلون ٥ (سورہ اعراف پ۹ آیت ۱۷۹) گویا ہم نے بہت سے جنوں اور انسانوں کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے۔ کیونکہ ان کے دل ہیں مگر وہ سمجھتے نہیں، ان کی آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ ان کے کان ہیں مگر ان سے سننے کا کام نہیں لیتے۔ یہ لوگ جانوروں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں یہی لوگ غافل ہیں۔

عقل سے کام نہ لینے والے جب روز قیامت جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو ان پر فرشتے اس طرح حجت تمام کریں گے اور وہ اپنی ندامت کا اس طرح اظہار کریں گے۔

کلما القی فیھا فوج سالھم خزنتھا الم یاتکم نذیر ٥ قالوا بلٰی قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شیٔ ان انتم الا فی ضلٰل کبیر ٥ وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر ٥ فاعترفوا بذنبھم فسحقا لاصحٰب السعیر ٥ (سورہ ملک پ۲۹)

جب دوزخ میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا تو ان سے داروغۂ جہنم پوچھے گا کیا تمہاری طرف

کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں ڈرانیوالا ہمارے پاس آیا تو تھا مگر ہم نے اس کو جھٹلایا اور کہا کہ خدا نے کچھ نازل نہیں کیا ہے تم تو بڑی گمراہی میں پڑے ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم ان کی بات دل سے سنتے اور عقل سے کام لیتے تو آج) دوزخیوں میں ہوتے"

مختصر یہ کہ میں نے شیعہ اور برادران اہل سنت کی معتبر کتابوں سے اُن ہر ایک کے عقائد توحید و نبوت و امامت وغیرہ کی تحقیق کی اور تحقیق کے بعد عقائد مذہب شیعہ کو عقل کے مطابق پایا اس لئے اس پر یقین کے ساتھ قائم ہوئی ۔ اور اپنی تحقیق کا خلاصہ یعنی "عقائد توحید و نبوت و امامت" صرف اس لئے شائع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مغربی علوم سے آراستہ اکثر و بیشتر شیعہ نوجوان جو حقیقی اسلام سے بے خبر سرگشتہ و حیران ہو کر اسلام میں فرقوں کی کثرت کے باعث اسلام ہی سے متنفر و منحرف ہوتے جارہے ہیں ۔ اس کتاب کے مطالعہ سے حقیقی اسلام اُن پر مثل آفتاب کے روشن و منور ہوجائے گا۔ ان کے علاوہ میری اس کتاب کے مخاطب برادران اہل سنت ہرگز نہیں ہیں اور نہ ان پر تعریض مقصود ہے۔ نہ یہ غرض ہے کہ وہ اس کو پڑھ کر شیعہ ہوجائیں ۔ درحقیقت یہ کتاب ان کیلئے تالیف ہی نہیں کی گئی ہے ۔ لیکن اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے کی اُنکو ممانعت ہے ۔ اگر وہ ملاحظہ فرمانا چاہیں تو نہایت شوق سے ملاحظہ فرمائیں۔ اور مؤلف کتاب پر اظہار غیظ و غضب سے قبل اُن حقائق کو جو اُن کی معتبر کتابوں میں درج ہیں ۔ ملاحظہ فرمالیں ۔ اگر وہ حوالے غلط ثابت ہوں تو مؤلف ہر سزا کا مستحق ہے ۔

کتاب کے اس حصے میں صرف توحید و نبوت کے متعلق ہر دو مذاہب کے عقائد ایک دوسرے کے مقابل لکھے گئے ہیں ۔ میں نے کوشش کی ہے کہ تمام مضامین ہر ایک کی اردو کتابوں سے لئے جائیں خواہ وہ عربی کی معتبر کتابوں کے ترجمے ہوں یا اصل تصنیف و تالیف ہو تاکہ اردو داں حضرات ان حوالوں کو بچشم خود دیکھ کر سمجھ سکیں لیکن جن کتابوں کا اردو ترجمہ نہیں حاصل ہو سکا مجبوراً اصل کتاب سے متعلقہ حرف بحرف درج کر کے اردو میں ترجمہ کردیا ہے ۔

www.kitabmart.in

کی بھی پوری پوری تردید ہوگئی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ عیش پرست اور خواہشات نفسانی کا نیدہ ثابت کیا گیا ہے اور برادران اہلسنت کی جانب سے آج تک اس کتاب کی تردید کہیں نظر سے نہیں گذری۔

دوسرے حصہ میں انشاء اللہ شیعہ و سنی حضرات کے عقیدہ امامت و خلافت اور ان کے تسلیم شدہ خلفا کے حالات ایک دوسرے کے مقابل پیش کئے جائیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

آخر میں محبان محترم جناب سید علی گوہر صاحب و جناب مشتاق حسین صاحب زیدی اور مداح اہلبیت اطہار جناب سید ممتاز حسین ممتاز مانیوی دام مجدہم کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے مضامین سے آگاہ ہوکر بہت سراہا اور اس کی طباعت و اشاعت کے اخراجات حتی الامکان خود برداشت کرنے پر آمادہ تھے۔ خصوصاً مخلص مکرم و مشفق محترم آل محمد جناب سید جعفر طیار صاحب جعفر زیدی خود اسکی مکمل طباعت و اشاعت پر مصر تھے بلکہ موصوف نے اس کتاب کے دوسرے حصوں کی تالیف میں معاون چند کتابیں بھی خرید فرماکر مرحمت فرمائی ہیں۔ خداوند عالم ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

لیکن میں نے ان محبان محترم کو اس کی طباعت و اشاعت کے انتظام اور دوڑ دھوپ میں مبتلا کرنا مناسب نہ سمجھا اور خود ہی اپنی نگرانی میں طبع کرانا بہتر معلوم ہوا۔ وما توفیقی الا باللہ

سید بشارت حسین کامل مرزاپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینہ حق و باطل

الحمد للہ کفی و السلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امن.

اتبع الھدی

مسلمانوں میں خواہ کتنے ہی فرقے ہو گئے ہوں مگر حقیقت میں دو ہی فرقے ہیں۔ اہلسنت اور شیعہ، انہی دونوں کی شاخیں بڑھتے بڑھتے تہتر تک پہنچ گئی ہیں اور ہر ایک فرقہ نے اپنا نام بھی علیحدہ علیحدہ رکھ لیا ہے۔ لیکن دونوں فرقوں کے عقائد کی بنیادیں جو ہیں اُن میں اس فرقے کے تمام شعبے متحد ہیں لہٰذا ان ہی دونوں فرقوں یعنی اہل سنت اور شیعہ حضرات کے توحید و نبوت سے متعلق عقائد دونوں کی معتبر کتابوں سے لکھے جاتے ہیں صحیح و غلط کا فیصلہ خود ناظرین کی قوت فکر و نظر پر منحصر ہے۔

شیعوں کا عقیدۂ توحید

توحید کے بارے میں سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام کے خطبہ کے مختصر اقتباسات نہج البلاغہ سے درج کیے جاتے ہیں جس میں حضرت نے اپنے شیعوں کو توحید کی تعلیم دی ہے اور تمام دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے ارشاد فرماتے ہیں:۔ اس کی تشریح و توضیح جناب مولانا کلب حسین صاحب قبلہ عرف کبن صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ نے اپنی ایک مجلس میں جو فرمائی تھی وہ "مجالس العارفین" سے درج کی جاتی ہے۔

www.kitabmart.in

لاتدرکہ بعد الھمم ولا ینالہ غوص الفطن وہ خدا وہ ہے کہ ہمتوں کی انتہا اس کا ادراک نہیں کرسکتی اور سمجھ کی گہرائی اُس کو پا نہیں سکتی۔ یعنی وہ جسم وجسمانیات سے مبرا ہے اُس کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں اس کی رویت محال ہے۔ الذی لیس لصفتہ حد محدود ولا نعت موجود۔ وہ خدا ایسا ہے جس کی تعریف کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ اُس کی ذات میں کوئی صفت موجود نہیں (کیونکہ صفت ذات سے الگ ہوتی ہے اگر کوئی صفت مانی جائے تو وہ دو صورت سے خالی نہیں یا تو ہمیشہ سے موجود ہے یا بعد میں پیدا ہوئی۔ اگر ہمیشہ سے ہے تو ایک اس کی ذات قدیم دوسری اس کی صفت قدیم۔ جب دو قدیم ہوئے تو توحید نہ رہی۔ اگر بعد میں کوئی صفت پیدا ہوئی تو اس سے قبل اس کی ذات اس صفت سے خالی تھی۔ مثلاً علم۔ اگر علم ہمیشہ سے موجود تھا تو دو قدیم ہوئے۔ یعنی خدا ذات اور علم سے مرکب ہوا اور ہر مرکب مسبوق الاجزاء سے مرکب ہوتا ہے اور ہر مسبوق الاجزاء حادث ہوتا ہے۔ لہذا دونوں حادث ہو جائیں گے۔ قدیم نہ رہیں گے۔ اگر وہ صفت حادث ہوگی اور خدا میں پائی جائے گی تو خدا محل حوادث ہو جائے گا اور جو محل حوادث ہو ممکن ہوتا ہے اس لیے خدا ممکن الوجود ہو جائے گا واجب الوجود نہ رہے گا۔)

ولا وقت معدود ولا اجل ممدود نہ اس کے لیے کوئی وقت مقرر ہے نہ مدت۔ (کیونکہ وقت نام ہے حرکت افلاک کا اور اجل کہتے ہیں۔ مدت کو۔ جس نے فلک کو پیدا کر کے حرکت دی اور جس نے مدت کو خلق کر کے مدت بنایا خود اس کے لیے وقت اور مدت کس طرح معین ہو سکتے

ہیں)۔۔۔ پھر اس کے بعد حضرت خلائق کی تخلیق کا تذکرہ فرماتے ہیں۔
اول الدین معرفتہ۔ دین کی ابتدا، خدا کی معرفت ہے (کیونکہ اگر اس کو نہ پہچانا تو دین کیونکر حاصل ہو سکتا ہے) وکمال معرفتہ التصدیق بہ اور کمال معرفت اس کی تصدیق ہے وکمال التصدیق بہ توحیدہ اور کمال تصدیق اس کی توحید ہے وکمال توحیدہ الاخلاص لہ اور کمال توحید یہ ہے کہ خالص توحید کا قائل ہو کسی اعتبار سے شرک نہ ہونے پائے (اخلاص کے معنی یہ ہیں کہ خدا کو جسم و جسمانیات سے اور عرض و عرضیات سے بری سمجھے۔ اس لیے کہ ہر جسم مرکب ہوتا ہے اور ہر مرکب ممکن ہوتا ہے واجب الوجود نہیں ہوتا اور ہر عرض محل کا محتاج ہوتا ہے اور جو محتاج ہو واجب الوجود نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ واجب اسے کہتے ہیں جو غنی بالذات ہو۔ لہٰذا اگر توحید کو جسم و جسمانیات، عرض و عرضیات سے مبرّا نہ سمجھے تو وہ توحید نہ ہوگی۔

وکمال الاخلاص لہ نفی الصفات عنہ لشہادۃ کل صفۃ انھا غیر الموصوف وشہادۃ کلّ موصوف انہ غیر الصفۃ فمن وصف اللہ سبحانہ فقد قرنہ ومن قرنہ فقد ثناہ ومن ثناہ فقد جزاہ ومن جزاہ فقد جھلہ ومن جھلہ فقد اشار الیہ ومن اشار الیہ فقد حدّہ ومن حدہ فقد عدہ ومن قال فیما فقد ضمنہ ومن قال علی فقد اخلی منہ۔

اور کمال اخلاص یہ ہے کہ اس سے تمام صفات کی نفی کرے (ممکن ہے کہ کوئی اس کا جسم واحد نہ سمجھے لیکن اس کے صفات کی اس میں ترکیب سمجھ لے مثلاً خدا کی ذات میں علم، قدرت، ارادہ یا کلام پایا جاتا ہے تو اگر اس

یہ خالص توحید نہ ہوگی کیونکہ مخلوقات صفات سے مرکب ہوتے ہیں اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ اسکے صفات عین ذات ہیں تاکہ ترکیب لازم نہ آئے خدا اس معنی سے عالم نہیں ہے کہ اس میں علم پایا جاتا ہے قادر اس معنی سے نہیں ہے کہ اس میں صفت قدرت پائی جاتی ہے بلکہ جو ذات ہے وہی علم ہے وہی قدرت ہے۔

ہے۔ کہ اُس میں علم پایا جاتا ہے۔ قادر اس معنی سے نہیں ہے کہ اُس میں صفت قدرت پائی جاتی ہے۔ بلکہ جو ذات ہے وہی علم ہے وہی قدرت ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جس نے خدا کے لئے صفت قرار دی اُس نے اُس کا مقابل قرار دیا اور جس نے مقابل تیار کیا اُس نے خدا کو دو سمجھ لیا جس نے دو سمجھا اُس نے تقسیم کے قابل سمجھا اور جس نے دو پر تقسیم کیا وہ اُس سے جاہل ہے اور جس نے خدا کو قابل اشارہ سمجھا اُس نے حد مقرر کی اور جس نے حد مقرر کی اُس نے اس کو معدود سمجھا اور جس نے کہا کسی چیز میں ہے اس نے خدا کو شامل سمجھا اور جس نے کہا خدا کسی چیز پر ہے اُس نے (اس شے کو) اُس سے خالی سمجھا کائن لاعن حدث موجود لاعن عدم وہ ہے مگر یہ نہیں کہ وہ پیدا ہوا ہے۔ موجود ہے۔ مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا ہے (دنیا میں جتنے موجودات ہیں وہ پہلے نہ تھے اب ہوئے ہیں لیکن خدا وہ ہے جو اب بھی ہے اور پہلے بھی تھا)

یہ ہے اعتقادِ توحید شیعوں کا جس کی تعلیم انھوں نے اپنے امام اوّل باب مدینۃ العلم حضرت علی علیہ السّلام سے پائی ہے۔ اس کے بعد اب ضرورت نہ تھی کہ شیعوں کے اعتقاد توحید کا کچھ اور ثبوت پیش کیا جائے۔ یہی تعلیم ابتدا سے شیعوں کے بچوں کو دی جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو تعلیم بچپن میں دی جاتی ہے وہ تاحیات پتھر کی لکیر کے مانند دل پر نقش رہتی ہے۔

www.kitabmart.in

کتاب سے درج ذیل ہے جس میں نہایت اختصار کے ساتھ خدا کی مکمل توحید سمجھادی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو دینیات کی دوسری کتاب نوشتہ جناب مولانا مولوی حافظ سید فرمان علی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ‘ :۔

توحید

خدا ایک ہے اگر کئی خدا ہوتے تو جہان کے انتظام میں بکھیڑا ہوتا۔ ایک خدا کچھ کہتا دوسرا کچھ کہتا۔ اس سے آپس میں تکرار ہوتی اور کوئی چیز پیدا نہ ہو سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ خدائے واحد کے سوا کوئی اور خدا ہو ہی نہیں سکتا۔

صفات ثبوتیہ

یعنی جو باتیں خدا میں پائی جاتی ہیں وہ آٹھ ہیں۔
قدیم[1]۔ قادر[2]۔ عالم[3]۔ مدرک[4]۔ حی[5]۔ مرید[6]۔ متکلم[7]۔ صادق[8]

(۱) قدیم۔ یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ جیسے دنیا کی سب چیزیں پہلے نہ تھیں بعد میں پیدا ہوئیں۔ اور کل نہ رہیں گی۔ اگر خدا بھی اسی طرح ہوتا تو کسی دوسرے پیدا کرنے والے کی اُس کو ضرورت ہوتی۔

(۲) قادر۔ یعنی ہر کام کی قدرت سب کام کا اختیار۔ جو چاہے کرے جو چاہے نہ کرے۔ ایسی سینکڑوں دنیا، ہزاروں آسمان لاکھوں زمین بنائے بگاڑے۔ اگر ایسا نہ ہو تو مجبور ہوا اور وہ ہماری طرح مجبور نہیں ہے۔

(۳) عالم۔ یعنی وہ ذرہ ذرہ۔ کونے کونے کی سب چیزوں کو جانتا ہے اس لیے کہ سب چیزیں اُسی کی پیدا کی ہوئی ہیں۔

(۴) مدرک۔ یعنی وہ ہماری طرح آنکھیں نہیں رکھتا اور دیکھتا ہے۔ کان نہیں رکھتا اور سُنتا ہے۔ اسی طرح اُس کو سمیع و بصیر کہتے ہیں۔

(۵) حیّ۔ یعنی ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس کو درد، بیماری

www.kitabmart.in

اور موت نہیں۔

(۶) مرید۔ یعنی اس کو مجبوری اور بے بسی نہیں، ہر شے پر قابو۔ ہر کام پر اختیار رکھتا ہے جو چاہتا ہے فوراً ہو جاتا ہے۔

(۷) متکلم۔ یعنی ہر چیز سے باتیں کرا سکتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ پیغمبرؑ کے لیے درخت سے باتیں کرادیں۔

(۸) صادق۔ یعنی اس کی باتیں سچی، اس کا وعدہ پکا۔ نہ جھوٹ بولتا ہے نہ وعدہ کے خلاف کرتا ہے۔ صرف اسی کے وعدہ پر دنیا چل رہی ہے۔

صفات سلبیہ

جو باتیں خدا میں نہیں پائی جاتیں وہ آٹھ ہیں۔ مرکب[۱]۔ مکان[۲]۔ حلول[۳]۔ تغیر[۴]۔ مرئی[۵]۔ احتیاج[۶]۔ شرکت[۷]۔ صفت[۸] زائد۔

(۱) مرکب۔ وہ مثل انسان، یا حیوان کے آگ، پانی، ہوا اور مٹّی یا کسی اور کسی چیز سے مل کر نہیں بنا۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں اُسی کی بنائی ہوئی ہیں۔

(۲) مکان۔ یعنی اُس کے لیے کوئی جگہ مخصوص نہیں ہے۔ جیسے آدمی کو رہنے اور چیزوں کو رکھنے کے لیے جگہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ ہر جگہ نظر دل سے غائب اور اپنی قدرت سے موجود ہے۔

(۳) حلول۔ یعنی آدمی کے بدن میں جیسے روح اور بادل میں پانی سماتا ہے اسی طرح وہ کسی چیز میں گھستا نہیں۔ نہ اُس میں کوئی چیز سماتی ہے۔

(۴) تغیّر۔ وہ جیسا ہے ویسا ہی رہے گا۔ درختوں کی طرح اگتا بڑھتا پھولتا پھلتا نہیں ہے۔ نہ اس کے لیے جوانی ہے نہ بڑھاپا۔

(۵) مرئی۔ دُنیا ہو یا آخرت، نہ کبھی کہیں دکھائی دیا ہے اور نہ کبھی دکھائی دیگا۔

(۶) احتیاج۔ [illegible]

نہیں۔ اگر وہ لاپرواہ نہ ہوتا تو تمھاری طرح وہ بھی محتاج ہوتا۔

(۷) شرکت۔ اُس کا کوئی شریک و مددگار نہیں۔

(۸) صفت زائد۔ کوئی صفت اُس کی ذات سے الگ نہیں۔ ہر صفت اُس کی عین ذات ہے۔ عالم جیسے علم حاصل کرنے کے بعد عالم کہلاتا ہے ویسے ہی خدا سے علم الگ نہیں۔

اہلِ سنت کا عقیدۂ توحید

صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، صحیح ترمذی شریف، مشکوۃ شریف، میں خدا کے بارے میں حسب ذیل حدیثیں وارد ہوئی ہیں جن کے اردو ترجمے میں درج کرتا ہوں۔

خدا کا دیدار یہ عام عقیدۂ اہل سنت ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہ کہتے ہیں (ایک شب) ہم حضور کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں آپ نے نظر اُٹھا کر چاند کو دیکھا اور فرمایا قیامت کے دن تم لوگ اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ دیدار الٰہی سے لوگوں کا ہجوم تمھارے لیے مانع نہ ہوگا۔

"ترجمہ صحیح بخاری شریف مترجمہ فخر سادات سید عبد الدائم الجلالی الانوی حدیث نمبر ۵۹۶ جلد اول پ۳ صفحہ ۵۴۔ وحدیث نمبر ۱۵۶۹ جلد سوم پ۲۷ صفحہ ۱۳۴ بروایت ابوہریرہ۔ دوسری حدیث اسی کتاب کی جلد دوم پ۱ میں حدیث نمبر ۷۸۸ حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا قیامت کے روز ہم اپنے رب کو دیکھیں گے۔ فرمایا ہاں کیا

صحابہ نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اسی طرح خدا کے دیدار میں بھی کچھ شک نہ ہوگا۔ صفحہ ۲۰۸۔ و صحیح مسلم شریف مترجمہ علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری نشر کردہ ریحانہ فاروقی دہلی جامع مسجد مطبوعہ وسیم فائن آرٹ پریس دیوبند حدیث ۱۶۷ صفحہ ۹۵ مثل مضمونِ حدیث بخاری شریف نمبر ۷۸۸ مذکورہ بالا۔ اس کے راوی ابوہریرہ ہیں۔ وحدیث نمبر ۱۲۰۰ صفحہ ۲۵۰ صحیح مسلم حصہ دوم

عزیز دوستو!

خدا کے دیدار کا عقیدہ خدا کے لیے جسم و مکان ثابت کرتا ہے خدا کو محدود کرتا ہے۔ کیونکہ کسی چیز کو دیکھنے کے لیے اس کا جسم ہونا ضروری ہے۔ جسم ہوگا تو اس کے لیے جگہ اور مکان کی ضرورت ہے۔ جب مکان ثابت ہوا تو خدا بھی محدود ہوا اور محدود ہوا تو حادث ہوا۔ کیونکہ محدود شے کا ہمیشہ سے وجود نہیں ہوتا۔ ہر شے حادث ہے یعنی نہیں تھی وجود میں آئی اور جو شے نہیں تھی اور پیدا ہوئی وہ فانی ہے لہذا دیدار کا عقیدہ خدا کو فانی قرار دیتا ہے۔ علاوہ ازیں خداوند عالم نے اپنی رویت کی خود نفی فرمائی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير (آیت ۱۰۳ سورہ الانعام پ۷)

اس کو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہی بڑا باریک بیں باخبر ہے۔ (قرآن مجید مترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی پارہ ۷، آیت ۱۰۳ صفحہ ۲۲۳ سورہ الانعام) دوسرے مقام پر قرآن میں فرماتا ہے۔

ولما جاء موسى لميقاتنا وكلمه ربه قال رب ارني انظر اليك

قال لن تراني ولكن انظر الى الجبل فان استقر مكانه فسوف تراني

سبحانك تبت اليك وانا اوّل المؤمنين ٥ سورۂ الاعراف پ ۹ آیت ۱۴۳)
اور جب موسیٰ ہمارے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں تو عرض کیا اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھے دکھلا دیجیے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں، ارشاد ہوا تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو، اگر یہ اپنی جگہ برقرار رہے تو تم بھی دیکھ سکو گے پس اس کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی اس کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے پھر جب افاقہ میں آئے تو عرض کیا کہ بے شک آپ کی ذات منزہ ہے آپ کی جناب میں معذرت کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں اس پر یقین کرتا ہوں۔ ترجمہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۲۲۶

عربی زبان سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ "لَنْ" نفی کی ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے۔ لن ترانی تم کبھی نہ دیکھو گے۔ اس تاکید کے باوجود خدا نے اپنی رؤیت مشروط کر دی کہ پہاڑ کو دیکھو اگر وہ اپنے مقام پر قائم رہ جائے تو تم مجھے بھی دیکھ لو گے۔ لیکن پہاڑ قائم نہ رہا اور چور چور ہو گیا۔ لہذا رویت کی نفی بدستور باقی رہی اور یہ سمجھنا کہ خدا نے پہاڑ پر اپنی تجلی فرمائی تھی تو خدا نے دوسری آیت میں اس کی تردید فرما دی ہے۔ ارشاد فرماتا ہے۔ یسئلك اهل الكتاب ان تنزل عليهم من السّماء فقد سالوا موسىٰ اكبر من ذلك فقالوا ارنا الله جهرة فاخذ تهم الصعقة بظلمهم (اے رسول اہل کتاب جو تم سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم ان پر ایک کتاب آسمان سے نازل کرا دو تو تم (اس کا خیال نہ کرو کیونکہ) یہ لوگ تو موسیٰ سے تو اس سے بڑھ بڑھ کر درخواست کر چکے ہیں۔ چنانچہ کہنے لگے کہ ہمیں خدا کو ظاہر بظاہر دکھا دو تب ان کو ان کی شرارت کی وجہ سے بجلی نے لے ڈالا یعنی ان پر بجلی گر پڑی معلوم ہوا کہ سابقہ آیت میں تجلی

حضرت عائشہ نے بھی رویت باری تعالیٰ کی بہت سختی سے تردید فرمائی ہے

ملاحظہ ہو۔

مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا "اماں کیا رسول اللہ صلعم نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ فرمایا تیرے اس قول سے تو میرے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کیا تجھے تین باتوں کے متعلق کوئی واقفیت نہیں ہے؟ جو شخص تجھ سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا ہے۔ اس کے ثبوت میں حضرت عائشہ نے یہ آیت پڑھی۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار و ھو اللطیف الخبیر[1] وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب[2]۔

کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا حضرت عائشہ نے فرمایا "اگر تجھ سے کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلعم آئندہ کل کے واقعات کو جانتے تھے وہ جھوٹا ہے۔ اس کے ثبوت میں حضرت عائشہؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وما تدری نفس ماذا تکسب غدا۔ (پ ۲۱ آیت ۳۴ سورہ لقمان)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر کوئی تجھ سے یہ کہے کہ رسول اللہ صلعم نے کچھ چھپا لیا تھا لوگوں پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ وہ بھی جھوٹا ہے۔ اس کے ثبوت میں حضرت عائشہؓ نے یہ آیت پڑھی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الخ۔ ہاں حضور نے جبرئیل کو ان کی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا۔ حدیث نمبر ۲۰۶۳ ترجمہ بخاری شریف جلد دوم پارہ ۲۰)

بہر حال دیدار کا عقیدہ خدا کو مجسم ثابت کرتا ہے اور حضرت عائشہ کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ کل کے واقعات کو نہ جانتے تھے تو قرآن مجید سے موصوفہ

---

[1] سورہ الانعام پ ۷ آیت ۱۰۳
[2] پ ۲۵ آیت ۵۱ الشوریٰ پارہ ۲۵

کے اس ارشاد کی تردید ہوتی ہے۔ کیونکہ خداوند عالم آنحضرت کی شان میں
فرماتا ہے وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک مالم
تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما (آیت ۱۱۳ سورۃ النساء پ ۵)
اور خدا نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور جو کچھ تم نہیں جانتے تھے تمھیں
بتا دیا اور تم پہ خدا کا بڑا فضل ہے۔ بیشک پیغمبر کو ذاتی طور پر کوئی علم نہ
تھا لیکن خداوند دانائے غیب وشہادت نے جب آپ کو سب کچھ بتا دیا
تو کل کا کیا ذکر آپ نے قیامت تک کے حالات بتا دیئے چنانچہ بخاری شریف
کی یہ حدیث شاہد ہے "حضرت حذیفہ کہتے ہیں ایک بار حضور اقدس
صلعم نے ہمارے سامنے لیکچر دیا اور جو چیز قیامت تک ہونے والی ہے
اس کو ذکر کیا کچھ نہیں چھوڑا۔ جس شخص نے اس کو جانا اُس نے
مان لیا اور جس شخص نے نہ جانا نہ جانا۔ میں اُس میں سے بعض چیزیں بھول گیا ہوں لیکن
اب دیکھ کر پہچان لیتا ہوں جس طرح غائب آدمی جب سامنے آئے تو اس کو آدمی
پہچان لیتا ہے (ترجمہ بخاری شریف مذکورہ ص ۱۳۶ جلد سوم حدیث نمبر ۱۵۹۴)

خدا ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے

حضرت ابوہرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم
نے فرمایا ہے۔ "ہمارا پروردگار جب ہر رات میں آخری تہائی باقی رہتی ہے تو آسمان
دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دُعا کرے میں اس کی
دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کو دوں۔ کون ہے
جو مجھ سے بخشش مانگے میں اس کی بخشش عنایت کروں۔ (ترجمہ بخاری شریف
مذکور پارہ ۳۰ حدیث نمبر ۲۷۴۲ صفحہ ۲۲۰ جلد سوم)

اس حدیث سے خدا کے لئے مکان ثابت ہوا اور جب مکان ثابت ہوا تو وہ

محدود ہوا یعنی خدا آسمان اول پر نہیں ہوتا بلکہ ہر رات کا تہائی حصہ باقی رہتا ہے تو آتا ہے۔ حالانکہ قرآن شاہد ہے کہ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ ملاحظہ ہو حسب ذیل آیتیں:- واذا سالك عبادی عنی فانی قریب (سورہ بقرہ آیت ۱۸۶ پارہ ۲) (اے رسول) جب میرے بندے میرا حال تم سے پوچھیں تو (کہہ دو کہ) میں ان کے پاس ہی ہوں۔

نحن اقرب الیہ من حبل الورید (سورہ ق آیت ۱۶ پ۲۶) خدا فرماتا ہے کہ ہم انسانوں سے ان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

فلولا اذا بلغت الحلقوم ہ وانتم حینئذ تنظرون ہ ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون ہ (سورہ واقعہ آیت ۸۳، ۸۴، ۸۵) جب جان کھنچ کر گلے تک آجاتی ہے اور تم اس وقت (کی حالت) پڑے دیکھا کرتے ہو اور ہم اس (مرنے والے) سے تم سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے ہو۔

الم تر ان اللہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعھم ولا خمسۃ الا ہو سادسھم ولا ادنی من ذلك ولا اکثر الا ہو معھم این ما کانوا ثم ینبئھم بما عملوا یوم القیمۃ ان اللہ بکل شی علیم:-

کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب کو) خدا جانتا ہے جب تین آدمیوں کا خفیہ مشورہ ہوتا ہے تو وہ (خدا) اُس کا ضرور چوتھا ہے اور پانچ کا (مشورہ) ہوتا ہے تو وہ ان کا چھٹا ہے اور اس سے کم ہوں یا زیادہ اور چاہے جہاں کہیں ہوں وہ ان کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ پھر جو کچھ وہ دنیا میں کرتے رہے قیامت کے دن انکو اُس سے

خلقت عالمین سے پہلے خدا ایک ابر میں رہتا تھا

ابی رزین کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارا پروردگار کہاں تھا تو آپ نے فرمایا عما میں تھا (یعنی ایک باریک ابر میں) نہ اس کے نیچے ہوا تھی نہ اوپر، اور پیدا کیا خدا نے اپنا عرش پانی پر (ترمذی) یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ عما سے یہ مراد ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ مشکوۃ شریف مترجم صفحہ ۸۳۶ حدیث نمبر ۵۴۵۰ مترجمہ آغا رفیق بلند شہری نشر کردہ دارالفرقان جامع مسجد دہلی۔

خدا کا عرش پر بیٹھنا اور اس کا چرچرانا

جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ آنحضرت نے ایک دیہاتی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ خدا کی عظمت کیا ہے؟ اس کا عرش آسمان کو محیط ہے اس طرح سے، یہ فرما کر آپ نے دونوں ہاتھ کو قبہ کی صورت میں بنایا اور دکھایا کہ جس طرح یہ ہاتھ کسی چیز کو گھیر لیتا ہے اسی طرح اس کا عرش آسمان کو گھیرے ہوئے ہے اور پھر فرمایا کہ عرش باوجود اس قدر بڑا ہونے کے خداوند بزرگ و برتر کے جلوس فرمانے پر اس طرح بولتا ہے جس طرح اونٹ کا کجاوہ بولتا ہے جب اس پر کوئی سوار رہتا ہے۔ (مشکوۃ شریف مذکور مترجم صفحہ ۸۳۶ حدیث ۵۴۵۲ بحوالہ ابوداؤد)

خدا کے ہاتھ

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں حضور پاک نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ (قیامت کے دن) زمین کو اپنی مٹھی میں پکڑ لے گا۔ پھر فرمائے گا "زمین کے بادشاہ کہاں ہیں (آج) میں بادشاہ ہوں۔ ترجمہ بخاری شریف مذکور پارہ ۲۰ جلد دوم حدیث ۲۰۲۰ صفحہ ۲۴۷، پارہ ۲۷ جلد سوم، حدیث ۱۵۲۰، ۱۵۲۱ صفحہ ۱۳۰۔ ترجمہ صحیح مسلم جلد دوم حدیث ۱۰۵۱ صفحہ ۲۱۹

میں بھی یہی حدیث مرقوم ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ ہی راوی ہیں۔

خدا کا پیر دوزخ میں

حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور پاک نے فرمایا۔ کافروں کو) دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور دوزخ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے بالآخر خداوند تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھے گا تو دوزخ کہے گی بس بس۔ صحیح بخاری شریف مترجم مذکور حدیث ۲۰۵۶، صفحہ ۲۵۲ اور حدیث ۲۰۵۸ صفحہ ۲۵۳ راوی حضرت ابو ہریرہ و زبدۃ البخاری ترجمہ صحیح بخاری شریف مترجمہ آغا رفیق بلند شہری حدیث ۱۵۷ صفحہ ۹۰م مطبوعہ مدینہ پریس بجنور اور صحیح مسلم جلد دوم حدیث ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ صفحہ ۲۲۷ و ۲۲۸ راوی ابو ہریرہؓ اور انسؓ علی الترتیب۔

روز قیامت مسلمانوں کے پاس خدا کا صورت بدل بدل کر آنا

بذیل حدیث ۱۵۷ پارہ ۲۷ جلد سوم ترجمہ صحیح بخاری شریف مذکور (آنحضرتؐ نے فرمایا روز قیامت) خدا تعالیٰ لوگوں کو جمع کر کے فرمائے گا جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا ہو وہ اس کے ساتھ ہو جائے۔ یہ حکم سُن کر سورج پرست سورج کے ساتھ، چاند پرست چاند کے ساتھ اور بت پرست بتوں کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اور یہ امت باقی رہے گی جس کے اندر منافق بھی ہوں گے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں پر اُس شکل کے ساتھ ظاہر ہو گا جو ان کے اعتقاد کے خلاف ہو گی اور فرمائے گا "میں تمہارا رب ہوں مسلمان کہیں گے نعوذ باللہ خدا ہم کو تجھ سے پناہ میں رکھے۔ ہم اس جگہ اپنے رب کے انتظار میں ہیں تاکہ وہ ہمارے سامنے نمودار ہو۔ جب ہمارا رب ہمارے سامنے نمودار ہو گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے۔ دوبارہ خدا تعالیٰ اس شکل

گا میں تمہارا رب ہوں مسلمان اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور عرض کریں گے بے شک تو ہمارا رب ہے بقدر حاجت اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں

خدا کا صورت بدل کر آنا اور اپنی پنڈلی کھولنا تو مسلمانوں کا اس کو سجدہ کرنا

دوسری حدیث میں خدا کے دیدار کا تذکرہ کرنے کے بعد حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

پھر منادی ندا کرے گا جو قوم جس چیز کی پرستش کرتی ہو اس کے ساتھ ہو جائے۔ صلیب والے اپنی صلیب کے ساتھ اور بت پرست اپنے بتوں کے ساتھ۔ غرض ہر مذہب والے اپنے خداؤں کے ساتھ ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ فقط خدا کے پرستش کرنے والے رہ جائیں گے۔ اور ان میں نیک اور بد اور بقایائے اہل کتاب بھی ہوں گے۔ پھر جہنم کو ان کے سامنے پیش کیا جائے گا اور جہنم ایسا معلوم ہوگا جیسے سراب ہوتی ہے کہ دیکھنے والے دور سے اس کو پانی سمجھیں گے۔ پھر یہودیوں سے کہا جائے گا تم کس چیز کی پرستش کرتے تھے۔ یہ کہیں گے عزیرؑ ابن اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ کہا جائے گا تم نے جھوٹ بولا۔ خدا کے کوئی بیوی بیٹا نہیں ہے اور تم کیا چاہتے ہو۔ یہ کہیں گے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو پانی پلاؤ کہا جائے گا کہ (جاؤ) پیو۔ تب یہ سب جہنم میں (جو دور سے پانی معلوم ہو رہا تھا) جا پڑیں گے۔ پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے۔ وہ کہیں گے ہم مسیح ابن اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو۔ خدا کی کوئی بیوی بیٹا نہیں ہے اور تم کیا چاہتے ہو۔ یہ کہیں گے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو پانی پلاؤ کہا جائے گا کہ (جاؤ) پیو پس یہ بھی جہنم میں گر پڑیں گے اور فقط وہی نیک و بد لوگ رہ جائیں گے جو خدا کی عبادت کرتے تھے ...

www.kitabmart.in

کیوں کھڑے ہو۔ یہ کہیں گے ہم ان لوگوں سے جب ہی علیحدہ ہو گئے تھے۔
(یعنی دنیا میں) جبکہ ہم کو ان سے ملنے کی زیادہ ضرورت تھی اور ہم نے منادی کی
آواز سُنی ہے کہ ہر گروہ جس کی پرستش کرتا ہو اُس کے ساتھ ہو جائے
پس ہم اپنے پروردگار کے منتظر ہیں (رسول اقدس صلعم نے) فرمایا تب ان
کے پاس ان کا پروردگار آئے گا جس صورت میں انھوں نے اس کو پہلے نہ
دیکھا ہوگا اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں۔ یہ کہیں گے تو ہمارا رب نہیں ہے اور
اس دن نبیوں کے علاوہ کوئی بات نہ کرے گا اور (خدا) پھر فرمائے گا کہ تم کو
کوئی نشانی بھی معلوم ہے؟ جس سے تم اس کو پہچان سکو یہ کہیں گے ہاں ساق
(یعنی پنڈلی) ہے پس اُس وقت (اللہ جلّ شانہٗ) اپنی ساق کھولے گا۔ اور
ہر مومن اس کو سجدہ کرے گا اور وہ لوگ سجدہ نہ کریں گے جنھوں نے لوگوں
کو دکھانے اور سنانے کو (دنیا میں) سجدہ کیا ہوگا اور یہ شخص سجدہ کرنا چاہے
گا مگر اس کی پشت ایک تختہ ہو جائے گی (اور وہ سجدہ نہ کر سکے گا) بقدر
حاجت اس کے بعد صراط اور اُس پر سے لوگوں کے گذرنے کا ذکر ہے۔
اس حدیث کے راوی ابوسعید خدریؓ ہیں (ترجمہ صحیح بخاری شریف پارہ
۳ جلد سوم حدیث ۲۳۹۲ صفحہ ۲۱۴ اور ترجمہ صحیح مسلم شریف حصہ اوّل
حدیث نمبر ۱۶۷ صفحہ ۳۵ و حدیث نمبر ۱۶۸ صفحہ ۳۶ و ۳۷

ترمذی شریف مترجمہ حضرت علامہ سید نذیر الحق قادری مفتی اعلیٰ،
نشر کردہ دار الفرقان دفتر آستانہ جامع مسجد دہلی میں خدا کے دیدار
کا ذکر حدیث نمبر ۲۷ صفحہ ۴۶۸ میں ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ
بجلی ہیں اور خدا کا مسلمانوں کے پاس صورت بدل بدل کر آنا اور دوزخ
میں اپنا قدم ڈالنے کا ذکر حدیث نمبر ۳۳ صفحہ ۴۶۹ و ۴۷۰ میں ہے

www.kitabmart.in

مذہب اہلسنت میں عقل سے کام لینے کی ممانعت

مندرجہ بالا حدیثیں اور حدیث نمبر ۴۳ لکھنے کے بعد جس میں مینڈھے کی شکل میں دوزخ اور جنت کے درمیان موت کو ذبح کرنے کا ذکر ہے امام ترمذی تحریر فرماتے ہیں۔

"رسول خدا سے اسی قسم کی بہت سی روایتیں مروی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا ذکر آیا ہے کہ لوگ خدا کو دیکھیں گے اور (اللہ تعالیٰ) کے قدم اور اسی طرح اور چیزوں کا ذکر ہے۔ ان کے متعلق، امام سفیان ثوری، امام مالک بن انس، امام سفیان بن عینیہ، امام بن مبارک اور امام وکیع وغیرہ علمار کا مذہب یہ ہے کہ انھوں نے ان چیزوں کو روایت تو کر دیا ہے اور کہا ہے کہ ہم ان کو روایت تو کرتے ہیں (اور ان کے ظاہر پر) ایمان بھی لاتے ہیں مگر (ان کی حقیقت کے بارے میں) گفتگو نہیں کرتے کہ یہ کیسی اور کس طرح کی ہوں گی۔ محدثین نے بھی یہی طریقہ پسند کیا ہے کہ یہ حدیثیں جس طرح مروی ہیں ان کو روایت کر دیا جائے اور ان پر ایمان بھی لایا جائے مگر ان کی (اپنی عقل سے) تفسیر نہ کی جائے نہ وہم کیا جائے اور نہ یہ کہا جائے کہ پاؤں اور ہاتھ وغیرہ کس طرح کے ہیں (یعنی اللہ کے ہاتھ اور پاؤں وغیرہ سے کیا مراد ہے) اور یہ امر اہل علم کا ہے جسے انھوں نے اختیار کیا ہے اور جس کی طرف وہ گئے ہیں۔ اور حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ "وہ ان سے اپنا تعارف کرائے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے ظاہر ہوگا (جس سے وہ اُسے پہچان لیں گے) ترمذی شریف مذکور مترجم صفحہ ۴۷۰۔

مذہب شیعہ کا عقلی ہونا اور قرآن مجید میں عقل سے کام لینے کی تاکید

مذہب سے ناواقف میرے دوستو! اور نوجوانو! مذہب شیعہ عقلی ہے۔ قرآن میں خداوند عالم نے عقل والوں ہی سے خطاب فرمایا ہے۔ متعدد آیتیں ہیں جن میں سے چند آپ کی اطلاع کے لیے درج کی جاتی ہیں۔

واتقون یا اولی الالباب: اے عقل والو مجھ سے (ہی) ڈرو! (آیت ۱۹۷ سورہ بقرہ پ ۲)

کذلک یبین اللہ لکم ایاتہ لعلکم تعقلون: خدا اپنی آیتیں تمہارے لیے اس طرح صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو! (آیت ۲۴۲ سورہ بقرہ پارہ ۲)

وما یذکر الا اولوا الالباب اور صاحبان عقل ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں (آیت ۲۶۹ (۲۷۱ سورہ بقرہ پارہ ۳)

کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا ایتہ ولیتذکر اولوا الالباب: اے رسول کتاب قرآن جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بڑی برکت والی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔ (آیت ۲۹ سورہ ص پارہ ۲۳)

وتزودوا فان خیر الزاد التقوی واتقون یا اولی الالباب۔ (راستہ کے لیے) زادِ راہ مہیا کر لو، اور سب سے بہتر زادِ راہ پرہیزگاری ہے اور اے عقل والو مجھ سے ڈرتے رہو۔ (سورہ بقرہ پارہ ۲ آیت ۱۹۷)

ان فی خلق السموت والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب۔ (آیت ۱۹۰ پ ۴ سورہ آل عمران) بے شک آسمانوں اور زمینوں کی خلقت اور رات دن کی تبدیلی میں عقل والوں

www.kitabmart.in

کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔

معلوم ہوا کہ عقل سے کام لینے والوں کے لیے خداوند عالم اپنی نشانیوں کا ذکر فرماتا ہے یعنی یہ نشانیاں خدا کو پہچاننے کا ذریعہ ہیں۔ لہٰذا جو عقل سے کام نہیں لیتا وہ خدا کو نہیں پہچانتا۔

عقل سے کام نہ لینے والوں کو خدا جانوروں سے بدتر قرار دیتا ہے ارشاد فرماتا ہے۔ ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا ہ آیت ۴۴ سورۂ الفرقان پارہ ۱۹ (اے رسول) کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ان (گمراہوں) میں اکثر بات سنتے یا عقل سے کام لیتے ہیں (نہیں) یہ تو بس جانوروں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ (راست) سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون (آیت ۲۲ سورۂ انفال پارہ ۹) اس میں شک نہیں کہ زمین پر چلنے والے تمام جانوروں سے بدتر خدا کے نزدیک وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔

عقل سے کام نہ لینے والے جب روز قیامت دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو جہنم پر موکل فرشتے اُن پر اس طرح حجت تمام کریں گے۔

کلما القی فوج سالھم خزنتھا الم یاتکم نذیرہ قالوا بلی قد جاءنا نذیرہ فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شی ان انتم الا فی ضلال کبیرہ وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ماکنا من اصحاب السعیرہ (آیات ۸ تا ۱۰ سورہ الملک پارہ ۲۹)

جب اُس میں (یعنی جہنم میں) کوئی گروہ ڈالا جائے گا تو ان سے جہنم پر موکل

www.kitabmart.in

فرشتہ پوچھے گا کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں ہمارے پاس ڈرانیوالا ضرور آیا تھا مگر ہم نے اُس کو جھٹلایا اور کہا کہ خدا نے کچھ نازل نہیں کیا ہے تم تو سخت گمراہی میں پڑے ہو۔ اور کہیں گے کہ اگر ہم ان کی باتیں دل سے سنتے اور عقل سے کام لیتے تو (آج) دوزخیوں میں نہ ہوتے۔

عقل سے کام لینے والوں کی خدا مدح فرماتا ہے۔ ارشاد ہے۔

والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا وانابوا الی اللہ لھم البشریٰ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولٰئک الذین ھدٰھم اللہ واولٰئک ھم اولوا الالباب۔

(آیت ۱۷، ۱۸ سورہ الزمر پ۲۳)

ترجمہ (یعنی جو لوگ بتوں سے ان کی پرستش سے بچے رہے اور خدا ہی کی طرف رجوع کی ان کے لیے (جنت کی) خوشخبری ہے تو (اے رسول) تم میرے ایسے بندوں کو خوشخبری دے دو جو باتوں کو (دل لگا کر) سنتے ہیں اور پھر اس میں سے اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی خدا نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ عقل والے ہیں۔

عقل والوں ہی سے شرعی تکلیفیں متعلق ہوتی ہیں۔ نابالغ بچوں اور دیوانوں پر کوئی تکلیف نہیں۔ حلال و حرام میں عقل ہی کے ذریعہ فرق کیا جاتا ہے۔ حق و باطل میں عقل سے ہی تمیز کی جاتی ہے۔ عزیز و بیگانے عقل ہی سے پہچانے جاتے ہیں۔ ماں بہن بیوی وغیرہ میں عقل ہی سے امتیاز ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ انسان کو اشرف المخلوقات کا شرف حاصل ہے تو صرف عقل ہونے کے سبب سے ورنہ جانوروں اور انسانوں میں کوئی فرق نہ ہوتا۔

توحید دین کی پہلی بنیاد ہے اگر خدا کو اس کی شایان شان صفتوں کے

علاوہ انسانوں کے اوصاف سے موصوف کیا تو گمراہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ حضرت علی علیہ السّلام کا ارشاد پہلے نقل کیا جاچکا ہے اول الدین معرفتہ یعنی دین کی پہلی منزل (بنیاد) اس کی معرفت ہے۔ اگر اعتقاد توحید میں خلل واقع ہوا اور ہم نے عقل سے کام نہ لیا تو روز قیامت دوزخیوں میں شامل ہو کر حسرت و افسوس کرتے ہوئے کہیں گے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا من اصحاب السعیر اگر ہم بات کو دل سے سنتے اور عقل سے کام لیتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے۔

حضرت ام المومنین عائشہ رض کی بیان کردہ حدیث نے جو پہلے تردید رُویت باری تعالیٰ میں لکھی جاچکی ہے ان تمام حدیثوں کی تردید کر دی ہے جن میں خدا کے ہاتھ پاؤں اور صورت بدل بدل کر روز قیامت مسلمانوں کے پاس آنے کا تذکرہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعلم نبوت جانتے تھے کہ میرے بعد بہت سی بے سروپا باتیں حدیثوں کی صورت میں مجھ سے منسوب کی جائیں گی۔ اس لیے آپ نے صحیح و غلط حدیثوں کے پرکھنے کا ایک نہایت آسان معیار بتا دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

اذا جائک الحدیث فاضربوہ علی کتاب اللہ فما وفق کتاب اللہ فخذ وہ وما خالف کتاب اللہ فادعوہ (جب تم کو میری کوئی) حدیث پہونچے تو اس کو کتاب اللہ سے مطابق کرو اگر وہ کتاب خدا کے موافق ہو تو اس کو لے لو (قبول کرو) اور جو کتاب خدا کے خلاف ہو اس کو چھوڑ دو۔

ظاہر ہے کہ آنحضرت کا کوئی قول یا عمل کتاب خدا (یعنی وحی الہی) کے خلاف

www.kitabmart.in

ہے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ یعنی ہمارا رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ کہتا ہے وہ وحی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے (سورہ نجم) قل انما اتبع الا ما یوحیٰ الی ۔ کہدو اے رسول کہ میں تو بس اُسی کا پابند ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ (آیت 9 سورہ احقاف ۴۶)

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے آنحضرت کی صحیح حدیث بیان کرکے پیغمبرؐ کی ذات اقدس کو ان تمام غلط منسوبات سے پاک و بری کر دیا اور اس آیت کی تصدیق فرمادی :۔

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون تمہارا صاحب عزت پروردگار ان تمام صفتوں سے پاک ہے جن سے (اس کی معرفت سے بے بہرہ لوگ) اس کو متصف کرتے ہیں۔

لیکن ایک سخت دشواری درپیش ہوگئی اور وہ یہ کہ حضور انور صلعم نے فرمایا ہے کہ :۔

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ''مجھ پر جھوٹ نہ باندھو۔ کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے گا۔ وہ یقیناً دوزخ میں داخل ہوگا۔''

حدیث ۱۰۔ پارہ ۱ صفحہ ۲۲ جلد اوّل ترجمہ بخاری شریف مذکور۔

مذکورہ حدیث عبد اللہ بن زبیرؓ، حضرت انسؓ، حضرت سلمہ بن اکوعؓ حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی نمبر ۱۱ تا ۱۴ علی الترتیب منقول ہے۔ پارہ ۱ صفحہ ۲۲ ترجمہ بخاری شریف مذکور جلد اوّل مذکورہ پانچوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ جھوٹی حدیث بیان کرنے والا یقیناً دوزخ میں جائے گا۔ تو حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس، حضرت ابو سعید خدری، جبیر بن مطعم، ابن زین جیسے بلند پایہ صحابیوں سے وہ تمام حدیثیں مروی ہیں جن میں خدا کا دیدار اور تھ بیر

وغیرہ کا ذکر ہے۔ تو ان حضرات کا کیا حشر ہوگا۔ اور پھر مشہور حدیث اصحابی کالنجوم فبای اقتدیتم اھتدیتم (یعنی میرے تمام اصحاب ستاروں کے مانند ہیں جس کی بھی تم اقتدا کرلو گے ہدایت پا جاؤ گے۔) کا مصداق مذکورہ اصحاب کو سمجھنا چاہیے یا نہیں۔ اگر ان کی اقتدا ہیں خدا کے ہاتھ پیر چہرہ وغیرہ یعنی خدا کے جسم مکان وغیرہ کا اعتقاد رکھتے ہیں تو کیا ہدایت حاصل ہو جائے گی؟ اس مشکل کا حل علمائے کرام ہی فرما سکتے ہیں۔

اعتقاد نبوت و عصمت انبیاء و اوصیاء علیہم السلام

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں شیعوں کا عقیدہ

چونکہ معرفت و اطاعت اور عبادت کے احکام کے مجموعہ کا نام دین و مذہب ہے اور بندوں تک اس پسندیدہ مجموعہ کو پہونچانے اور تعلیم دینے کے لیے اس نے (خدا نے) جن لوگوں کو اپنے اور بندوں کے درمیان ذریعہ اور واسطہ قرار دیا ہے انہی کو انبیاء اور ان کے جانشینوں کو اوصیا کہتے ہیں۔ اور چونکہ اولاد آدم میں خواہش پرستی، حقوق تلفی ظلم اور ستم کے ارتکاب کا مادّہ بھی ہے۔ اس لئے نظام عالم کی درستی اور دفع نزاع کی غرض سے خدا کو بندوں پر حاکم مقرر کرنے کی بھی ضرورت ہوئی جو صاحب قوت ہو۔ لہٰذا خدا اور اس کے بندوں کے درمیان نظم کی اصلاح اور قواعد و احکام کی تعلیم دو ضرورتوں کو پورا کرنے والوں کی ضرورت ہوئی۔

اور ان ضرورتوں کو پورا کرنے والے خود دوسرے معلم اور ناظم و مدبر کے محتاج نہ ہوں۔ ورنہ وہ بھی مثل اپنی رعایا کے نبی اور وصی نہ ہو سکیں گے اور خدا کی غرض پوری نہ ہوگی اور اس کا پسندیدہ دین رواج نہ پائے گا۔ لہٰذا خداوند عالم نے ان دونوں حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے انہی لوگوں کو تجویز

www.kitabmart.in

بھول چوک اور گناہ و خطا وغیرہ کل ایسے عیوب سے پاک ہوں تاکہ ان دونوں حاجتوں کے پورا ہونے میں خلل واقع نہ ہو اور ان کے کلام کا وقار ان کی ترویج میں معین اور موثر ہو۔ انہی لوگوں کو نبی، رسول، اور حجت خدا کہتے ہیں (مقدمات انوار القرآن بیسواں مقدمہ صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ اصلاح پریس کھجوہ ضلع سارن، بہار ہند)

شیعوں کا عقیدۂ عصمت :- علمائے امامیہ نے عصمت انبیاء و اوصیاء پر اتفاق کیا ہے اور اس پر کہ گناہان صغیرہ و کبیرہ ان سے سرزد نہیں ہوتے۔ کسی طرح کے گناہ نہ سہو و نسیان کے طریقہ سے نہ تاویل میں خطا کی قسم سے نہ غلطی کی راہ سے۔ نہ پیغمبری سے قبل نہ پیغمبری کے بعد نہ طفلی میں نہ بزرگی میں اور تواتر اور اجماع سے معلوم ہے کہ ان کی عصمت پر اعتقاد رکھنا ائمہ کا مذہب ہے بلکہ دین شیعہ کی ضروریات سے ہے اور عقلی و نقلی بے شمار دلیلیں اس امر پر کتب کلامیہ میں قائم کی گئی ہیں۔ یہاں بعض دلیلوں کا اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے :-

پہلی دلیل :- انبیاء، و اوصیاء، اس لیے تجویز کئے گئے ہیں کہ خطا کار بندوں کی اصلاح کریں تاکہ دنیا کا نظام خراب نہ ہو اور فتنہ و فساد و قتل نفوس وغیرہ سے بنی آدم محفوظ رہیں اگر اصلاح کرنے والے خود خطا کار ہوتے تو دنیا کا انتظام بگڑ جاتا اور خدا کی غرض حاصل نہ ہوتی اس لیے ضروری ہے کہ دنیا کے مدبر اور مصلح و منتظم خطا کاری سے محفوظ رہیں۔

دوسری دلیل :- خدا نے ان لوگوں کو اس واسطے بھیجا کہ اُس کے محبوب و پسندیدہ دین کے قواعد و احکام لوگوں کو تعلیم کریں۔ اگر وہ خود جھوٹے ہوتے یا قواعد و احکام کو بھول سکتے۔ یا غلطی اور اشتباہ سے یا جان کر قواعد و احکام کو بدل دیتے۔ یا کمی یا زیادتی کر کے بیان کرتے۔

تو لوگوں کی نگاہوں میں ان کی وقعت باقی نہ رہتی اور لوگ ان سے نفرت کرنے لگتے اور دین خدا ان سے نہ لیتے۔ پھر دین خدا رواج نہ پاتا۔ اس لیے ضروری ہوا کہ اپنے دین کو رواج دینے والا ایسے لوگوں کو تجویز کرے جو ابتدائے عمر سے آخر تک بھول، چوک، دھوکا، اشتباہ اور گناہان صغیرہ اور کبیرہ وغیرہ کل نقائص سے پاک اور مبرا ہوں۔ تاکہ اپنی غرض زائل کرنے کا الزام خود اس پر نہ آئے جو ہر عاقل کے لیے قبیح ہے اور حکیم علی الاطلاق کے لیے قبیح تر۔

ابتدائے عمر کی قید اس لیے بڑھائی گئی کہ عام طور سے دیکھا جارہا ہے کہ جو لوگ کچھ دن بے اعتباری کے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں ان کا وقار اور اعتبار جاتا رہتا ہے پھر ان کا ہر قول و فعل مشکوک رہتا ہے اور اس کی صحت و سچائی پر اطمینان نہیں ہوتا۔ تو اگر ایسا نبی مبعوث ہوتا جس سے لوگ اُس کے نبی ہونے سے پہلے عیب اور بُرے افعال دیکھ چکے ہوتے تو نبی ہونے کے بعد بھی لوگ اُس کی طرف سے مطمئن نہ ہوتے اور اُس کے قول و فعل کی صحت و سچائی میں دغدغہ رہتا اور اس کی پیروی نہ کرنے والوں پر خدا کی حجت تمام نہ ہوئی اور اُس کا دین رواج نہ پاتا اور غرض اس کی حاصل نہ ہوتی۔

تیسری دلیل: آیت: اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (سورہ نساء آیت ۵۹ پارہ ۵)

یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اولی الامر (صاحبان حکومت) کی جو تم میں سے ہوں۔ اس آیت میں خدا نے اپنے عام بندوں کو حکم دیا ہے کہ انبیاء و اوصیاء کی اطاعت و فرمانبرداری کریں

www.kitabmart.in

مسرفین کی اطاعت نہ کرو۔ اس میں خدا خطا کاروں کی فرمانبرداری سے منع کرتا ہے (اور دوسری آیت میں فرماتا ہے ان المسرفین ھم اصحاب النار۔ حد سے بڑھ جانے والے جہنمی ہیں) تو اگر خدا خود خطا کار اور گناہگار انبیاء اور اوصیاء تجویز کرتا تو ایک خرابی یہ لازم آتی کہ رسول یا اولی الامر ہونے کی حیثیت سے ان کی اطاعت کا حکم دے اور خطا کار ہونے کی حیثیت سے ان کی فرمانبرداری سے منع کرے اور یہ محال ہے کہ ایک ہی شخص کی فرمانبرداری واجب بھی اور حرام بھی اور یہ محال بھی ہے اس وجہ سے لازم آتا ہے کہ اُس نے خطا کار نبی یا اولی الامر تجویز کیا۔ اور جس کی وجہ سے محال لازم آتا ہو وہ خود ہی محال ہے۔ اس واسطے خدا کے لیے خطا کار نبی یا اولی الامر تجویز کرنا محال اور ناجائز ہے۔

دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اگر ایسے خطا کار انبیاء کی پیروی کی جائے تو لاتطیعوا امر المسرفین میں جو ممانعت ہے اُس کی مخالفت استحقاق سزا اور عذاب کا سبب ہوگی۔ اور اگر انبیاء کی مخالفت کی جائے تو اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الخ میں جو حکم ہے اس کی مخالفت سببِ عذاب ہوگی۔

چوتھی دلیل:۔ خطا کار انبیاء اگر کوئی جھوٹا حکم بندوں تک پہونچاتے تو دو حال سے خالی نہ تھا۔ یا خداوند عالم اُس حکم کے بارے میں اس جھوٹے نبی کی تصدیق کرتا یا اس کو جھٹلاتا۔ اگر تصدیق کرتا تو علاوہ اس کے کہ جھوٹے کی تصدیق کرنا خدا پر جائز نہیں ہے اور آیت لعنۃ اللہ علی الکاذبین (سورہ آل عمران آیت ۶۱ پارہ ۳) میں وہ خود جھوٹوں پر لعنت کر رہا ہے اور ان سے بیزاری ظاہری کر رہا ہے۔ لازم آتا کہ اپنے دین

کے لیے جائز نہیں ہے۔ چہ جائیکہ حکیم علی الاطلاق کے لیے جو تمام عیوب ونقائص سے منزہ اور پاک ہے اور اگر اس نبی کو جھٹلاتا تو لازم آتا کہ نبی کے کلام کو بے اعتبار اور بے وقعت قرار دے کر اپنے دین کی اشاعت اور ترویج کو روک دے جس کے لیے انبیاء و اوصیاء کو بھیجا اور اپنی اطاعت و معرفت میں خود رکاوٹ پیدا کرے۔ جس کے لیے دنیا کو پیدا کیا۔ اگر انبیاء صحیح حکم پہونچاتے تب بھی دین خدا رواج نہ پاتا کیونکہ بندوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ نبی جھوٹ بول سکتا ہے اور لوگوں کے دلوں سے اُس کی وقعت زائل ہو چکی ہے۔ پھر خدا کی حجت بندوں پر تمام نہ ہوتی اور نہ وہ اپنے نافرمانوں پر عذاب کر سکتا اور نہ فرمانبرداروں کو اجر و ثواب دینے میں کوئی معقول عذر نافرمانوں کے سامنے پیش کر سکتا۔

پانچویں دلیل:۔

خطا کار انبیاء سے اگر کوئی گناہ صادر ہوتا تو عام بندوں پر واجب ہوتا کہ ان کی ملامت اور زجر کریں کیونکہ امر بالمعروف اور نہی المنکر کی ہدایت خود خدا اگر رہا ہے فرماتا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ٥ (سورہ آلِ عمران آیت ۱۰۴) یعنی چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو لوگوں کو کار خیر کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کام سے روکے۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور نبی کی ملامت اور سزا نبی کی اذیت کا سبب ہے اور ان کو اذیت دینا حرام ہے۔ کیونکہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:۔ والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم (سورہ توبہ آیت ۶۱) یعنی جو لوگ خدا کے رسول کو

سزا کو تجویز کرتی ہے اور دوسری آیت سزا کو حرام ٹھہراتی ہے اور یہ محال ہے کہ ایک ہی شخص کی سزا جائز بھی ہو اور حرام بھی ہو۔ (مقدمۂ انوار القرآن ۱۱۵، ۱۱۶ مولفہ مولانا السید راحت حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہٗ گوپالپوری مطبوعہ کھجوہ ضلع سارن) میں سے دس دلیلوں میں سے صرف مذکورہ پانچ دلیلیں اختصار کے خیال سے لکھی گئیں اور بھی عقلی و نقلی دلیلیں دیکھنا منظور ہو تو کتاب مذکور اور حیات القلوب جلد اوّل مترجمۂ حقیر مولف از صفحہ ۳۹ تا ۴۳ ملاحظہ فرمائیں۔

مختصر یہ کہ شیعوں کا اس پر اتفاق ہے کہ خداوند عالم جن کی اطاعت کا حکم دیتا ہے خواہ وہ رسول ہوں یا اولوالامر یعنی جانشین رسول ان سے ابتدائے عمر سے آخر عمر تک نہ بھول چوک سے نہ جان کر صغیرہ یا کبیرہ کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔

انبیاء علیہم السّلام کے بارے میں عام مسلمانوں کا عقیدہ

افسوس کہ مجھے برادران اہل سنت کی معتبر کتابوں یعنی صحیح بخاری شریف صحیح مسلم شریف، صحیح ترمذی شریف، موطا امام مالک، مشکوۃ شریف وغیرہ میں جو اہلسنت کے تمام فرقوں کے نزدیک کتاب خدا کے بعد صحیح ترین کتابیں ہیں عصمت انبیاء کے اثبات میں کتاب خدا کے بعد صحیح ترین کتابیں ہیں عصمت انبیاء کے اثبات میں کوئی قول نظر نہیں آتا۔ ان کی اردو کی مذہبی کتابیں بھی دیکھیں مگر عصمت کے بارے میں نہ کوئی دلیل ملی نہ کسی عالم کا کوئی قول ملا جس سے ثابت ہوتا کہ انبیاء و مرسلین علیہم السّلام کو برادران اہل سنت بھی مثل شیعوں کے گناہ و خطا و سہو و نسیان وغیرہ سے مبرا مانتے ہیں۔ البتہ مذکورہ حدیث کی کتابوں میں انبیاء علیہم السّلام کے بارے میں حسب ذیل حدیثیں ملتی ہیں۔ جن سے انبیاء ؑ کا معاذ اللہ گناہگار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

سنّی عقیدے میں روزِ قیامت اولوالعزم انبیاء کا اقرارِ گناہ:۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور کی خدمت میں ایک بار کچھ گوشت پیش کیا گیا اور بکری کا دست اٹھا کر آپ کو دیا گیا۔ کیونکہ آپ کو دست کا گوشت پسند تھا۔ آپ نے دانتوں سے اس کا گوشت کچھ نوچا۔ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا اور کیا تم کو علم ہے کہ میرے سردار ہونے کی کیا وجہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ اگلے پچھلے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا۔ ایک پکارنے والا ان سب کو (اپنی آواز) سنائے گا اور نگاہیں دوسری طرف کی سب چیزوں کو دیکھ سکیں گی اور سورج (سروں کے) قریب ہو جائے گا اور لوگوں پر ناقابلِ برداشت غم کا ہجوم ہوگا۔ بعض لوگ کہیں گے "دیکھنا تمہاری حالت کس نوبت تک پہنچ گئی ہے۔ کوئی ایسا آدمی تلاش کرنا چاہئے جو خدائے تعالیٰ کے سامنے تمہاری سفارش کرے۔ چنانچہ سب لوگ کہیں گے کہ حضرت آدمؑ کے پاس چلو۔ سب لوگ حضرت آدمؑ کے پاس پہونچ کر کہیں گے۔ آپ سب آدمیوں کے باپ ہیں، آپ کو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ کے اندر اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم کس مصیبت میں ہیں؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری حالت کیا ہو گئی؟ آپ خداوند عالم کے سامنے ہماری سفارش کر دیجیے۔ حضرت آدم فرمائیں گے کہ آج میرا رب اس قدر غضب میں ہے کہ اس سے قبل اس قدر غضب میں ہوا ہے نہ بعد کو ہوگا اس نے مجھے ایک درخت کے کھانے کی ممانعت فرمائی لیکن

جاؤ۔ لوگ حضرت نوحؑ کے پاس جائیں گے۔ اور کہیں گے "آپ زمین پر خدا کے سب سے پہلے رسول ہیں۔ خدا نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے (پھر وہی اپنی مصیبت لفظ بہ لفظ بیان کریں گے اور آپ سے سفارش کے خواستگار ہوں گے حضرت لفظ بہ لفظ وہی جواب دیں گے جو حضرت آدمؑ نے دیا تھا اور کہیں گے کہ) "میں تو اپنی قوم کے لیے ایک بددعا کر چکا ہوں (جس سے تمام قوم غرقاب ہو گئی تھی) نفسی نفسی نفسی۔ تم مجھے چھوڑ کر حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت ابراہیم کے پاس جائیں گے اور کہیں گے "آپ خدا کے نبی اور خلیل ہیں (پھر اسی طرح اپنی تکلیف بیان کر کے سفارش کے طالب ہوں گے اور حضرت ابراہیم اسی طرح خدا کے غضب ناک ہونے کا ذکر کر کے فرمائیں گے کہ) میں نے تو دنیا تین جھوٹ بولے تھے نفسی نفسی نفسی۔ تم مجھے چھوڑ کر موسیٰ کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت موسیٰ کے پاس جا کر کہیں گے کہ آپ خدا کے رسول ہیں خدائے تعالیٰ نے تمام آدمیوں پر آپ کو ہمکلام ہونے کی فضیلت عطا کی ہے (پھر اسی طرح اپنی مصیبت بیان کر کے سفارش کی التجا کریں گے۔ اور حضرت موسیٰ بھی اسی طرح خدا کے غضبناک ہونے کا ذکر فرما کر فرمائیں گے کہ) مجھ سے تو ایک قتل سرزد ہو گیا ہے جس کا مجھ کو علم نہ ہوا تھا نفسی نفسی نفسی۔ تم مجھے چھوڑ کر حضرت عیسےٰ کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت عیسےٰ کے پاس جا کر کہیں گے کہ آپ خدا کے رسول اور کلمہ ہیں اور آپ خدا کے روح بھی ہیں آپ نے اسی وقت لوگوں سے کلام کیا۔ جب آپ بہت چھوٹے سے جھولے میں پڑے تھے۔ خدائے تعالیٰ سے آج ہماری سفارش کر دیجئے (حضرت عیسٰی بھی اپنے رب کے غضبناک ہونے کا تذکرہ کر کے فرمائیں گے) نفسی نفسی نفسی حضرت عیسٰی اپنا کوئی قصور ذکر نہ کریں گے اور کہیں گے کہ مجھے چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔ لوگ محمد سے آ کر کہیں گے۔ آپ خدا کے رسول ہیں۔ خاتم الانبیاءؑ

ہیں. خدا نے آپ کے اگلے پچھلے قصور معاف فرما دیئے ہیں لہٰذا الغرض آنحضرت سفارش کریں گے تو خدا فرمائے گا کہ) تمہارا سوال پورا کیا جائے گا. اور تم سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی. میں سر اٹھا کر کہوں گا اُمتی یا ربّ اُمتی یا ربّ حکم ہو گا. محمدؐ اپنی اُمت کو بے حساب بہشت میں داہنے دروازہ سے داخل کرو اور دیگر دروازوں میں بھی یہ لوگ شریک ہیں (یعنی داہنا دروازہ انہی کے لیئے مخصوص ہے. اور دیگر دروازے مشترک ہیں) حضور اقدسؐ نے یہ حدیث بیان فرمانے کے بعد ز دروازہ کی وسعت بیان فرمائی کہ جنت کی چوکھٹوں کے دو بازوؤں کا درمیانی فاصلہ اتنا ہو گا جتنا مکہ اور ہجر یا مکہ اور بصرہ کے درمیان ہے (ترجمہ بخاری شریف مذکور صد ۲۲۶ حدیث ۱۹۲۲ پ ۱۹ جلد دوئم ـــ وصحیح مسلم بہ تغیر الفاظ حدیث ۱۷۲ صد ۳۹ ر ۴۰ جلد اوّل. اس حدیث کے راوی انس بن مالک ہیں. و ترجمہ مشکوٰۃ شریف مترجم جناب علامہ آغا رفیق صاحب بلندشہری نشر کردہ ریحانہ فاروقی دار الفرقان جامع مسجد دہلی. حدیث نمبر ۵۲۰۰ تا ۵۲۰۹ ص ۸۰۷ تا ۸۰۹)

جب اولو العزم انبیاء کی خطائیں ثابت ہوئیں تو جو انبیاء انہی کی شریعت کے پابند تھے ان کا کیا ذکر؟ معلوم ہوا کہ انبیاء کے لیئے عام مسلمانوں کے مذہب میں عصمت ضروری نہیں. خطا کار بھی نبی ہو سکتا ہے.

ایک نبی کا چیونٹیوں کا گھر جلانا

ابو ہریرہ کہتے ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ایک پیغمبر کو کسی چیونٹی نے کاٹا پیغمبر نے چیونٹیوں کا مکان جلا ڈالنے کا حکم دیا. خدائے تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ تم کو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا. تم نے پورے گروہ کو جلا ڈالا. حالانکہ وہ خدا کی تسبیح بیان کرتی تھیں (بخاری شریف پ ۲ حدیث ۳۲۰ صد ۳۱ جلد اوّل) نبی نے انتقام کے جوش میں

کتنا بڑا گناہ کیا ... [illegible]

www.kitabmart.in

حضرت ابراہیم کے تین جھوٹ

اگرچہ روز قیامت کے تذکرہ میں جناب ابراہیم کی زبانی ان تین جھوٹ کا اشارہ ہو چکا ہے تاہم علیحدہ بھی اس حدیث کو ملاحظہ فرمایئے :-

ابوہریرہ کہتے ہیں حضور گرامی نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی جو حقیقت میں تو سچی اور بظاہر جھوٹ معلوم ہوتی ہو۔ ہاں اس طرح کی تین باتیں کہی تھیں، دو باتیں تو خدا کے متعلق کہی تھیں اور ایک سارہ کے متعلق، پہلی دونوں باتیں تو یہ ہیں کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا "میں بیمار ہوں"۔ اور یہ فرمایا تھا کہ یہ عمل (بتوں کا توڑنا) بڑے بت کا ہے۔ اور تیسری بات کی یہ صورت ہوئی کہ حضرت ابراہیم اور سارہ کا ایک گاؤں میں گذر ہوا۔ وہاں ایک ظالم بادشاہ موجود تھا۔ بادشاہ سے کسی نے کہا کہ یہاں ایک شخص رہا ہے جس کے ساتھ ایک نہایت حسین عورت ہے۔ بادشاہ نے ایک آدمی حضرت ابراہیم کے پاس بھیجکر دریافت کرایا کہ یہ عورت کون ہے ؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا "میری بہن ہے"۔ پھر حضرت نے سارہ سے آکر فرمایا کہ روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی اور ایمان دار نہیں ہے۔ اور اس ظالم نے مجھ سے تمہارے متعلق دریافت کیا تھا میں نے اس سے کہدیا کہ تم میری بہن ہو۔ لہٰذا تم میری تکذیب نہ کرنا۔ اس کے بعد بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلوایا، سارہ چلی گئیں۔ بادشاہ دراز دستی کرنے لگا لیکن خدائے تعالیٰ نے فوراً اس کی گرفت کرلی۔ حضرت سارہ سے کہنے لگا آپ میرے لئے خدا سے دعا کیجئے میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہونچاؤں گا۔ حضرت سارہ نے چھوڑ دیا۔ (دوبارہ پھر ایسا ہی ہوا۔ اور حضرت سارہ کی دعا سے وہ بادشاہ بچ گیا) تو بادشاہ نے حضرت سارہ کے لئے حضرت ہاجرہ عطا فرمائی۔ بقدر حاجت حدیث ۶۵۲ ص ۹۲ ترجمہ صحیح بخاری مذکور پ ۱۳ وحدیث ۶۵۵ ص ۲۸ پ ۱۳ مذکور وحدیث ۸۰ ص ۷ پارہ ۲۱ بروایت حضرت ابوہریرہ۔

حضرت موسیٰ کا ملک الموت کی آنکھ پھوڑنا

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ملک الموت حضرت موسیٰ کے پاس بھیجا گیا ملک الموت نے جاکر کہا اپنے رب کی تعمیل کرو۔ موسیٰ نے ملک الموت کی آنکھ پر گھونسا مارا جس سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔ فرشتہ موت خدا کے پاس واپس گیا۔ اور عرض کیا " الٰہی تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ خدائے تعالیٰ نے ملک الموت کو دوبارہ آنکھ عطا فرما دی اور ارشاد فرمایا کہ واپس جاکر اس سے کہو کہ اگر تو زندگی چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھ۔ جس قدر بال تیرے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے ہی سال کی تیری عمر ہوگی (ملک الموت نے موسیٰ کے پاس جاکر حکم پہنچا دیا) موسیٰ نے کہا الٰہی اس کے بعد کیا ہوگا؟ خدائے تعالیٰ نے فرمایا موت! حضرت موسیٰ نے عرض کیا تو پھر ابھی سہی (بقدر حاجت) حدیث ۴۹۹ پ ۱۳ ترجمہ بخاری شریف جلد دوم)

پیغمبر آخر الزماں کے بارے میں

شیعوں کے اعتقادات

آنحضرت معصوم تھے۔ عصمت کے خلاف کبھی کوئی بات نہ کرتے تھے۔ ابتدائے عمر سے آخری سانس تک آپ ہر خطا و غلطی سہو و نسیان، بھول چوک سے بری تھے۔ کیوں کہ آپ کا ہر قول و عمل وحی الٰہی کے تابع تھا۔ بغیر وحی کے آپ نہ بولتے تھے۔ نہ کوئی عمل کرتے تھے۔ آپ کو خلاق عالم نے پیکر بشری میں اس لئے مبعوث فرمایا تھا کہ

یوحٰی الیّ (پارہ ۲۴ سورہ حٰم سجدہ آیت ۶) یعنی کہہ دیجئے (اے ہمارے حبیبؐ) کہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں (لیکن فرق یہ ہے کہ) مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ یعنی میرے تمام اقوال و افعال وحی الٰہی کے پابند ہیں۔ کیوں کہ میری ذات امت کے لیئے نمونہ ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (پ۲۱ سورۂ احزاب آیت ۲۱) تمہارے لیئے رسول کی ذات عمل کا بہترین نمونہ ہے۔

رسول اگر بشر نہ ہوتے تو انسانوں پر خدا کی حجت پوری نہ ہوتی۔ اور تمام بشر کو پیش خدا عذر کرنے کا موقع ملتا۔ کہ رسول اللہؐ بشر نہ تھے۔ جو کچھ رسولؐ نے فرمایا اور جو کچھ عمل کر کے دکھایا وہ عام انسانوں کی طاقت سے باہر تھا۔ اگر رسولؐ بشر ہوتے اور وہ کام کر کے دکھاتے جس کا ہم کو حکم دیا۔ تو ہم جانتے کہ ہر بشر کر سکتا ہے انا البشر مثلکم کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر بھی عام انسانوں کی طرح خواہشات نفسانی کے پابند تھے۔ آپ کی ذاتِ اقدس دو حیثیتوں کی حامل تھی جیسا کہ عام مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ کہ ایک حیثیت نبوت کی اور ایک بشریت کی۔ جو اقوال و افعال باعتبار نبوت صادر ہوئے وہ قابل اطاعت و لائق پیروی ہیں اور جو بشریت کے لحاظ سے ظہور پذیر ہوئے ضروری نہیں کہ ان پر عمل کیا جائے۔

اگر اس قول کو صحیح مان لیا جائے تو پیغمبر کا ہر قول و فعل مشکوک ہو جائے گا۔ ہر حکم کے بارے میں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے یہ بشریت کے اعتبار سے ہو اور ہر عمل کے متعلق شک ہو سکتا ہے کہ شاید یہ بشریت کے لحاظ سے ہو۔ پیغمبرؐ کے اقوال و افعال کو یقین کے ساتھ کون پرکھ سکتا ہے۔ کہ یہ قول یا عمل نبوت کے اعتبار سے ہے اور یہ بشریت کے اعتبار سے۔ آنحضرتؐ کے اقوال و افعال کو بشریت اور نبوت کے لحاظ سے پرکھنے اور علیحدہ علیحدہ کر کے بتانے اور سمجھانے کے لیئے بھی کسی اور بلند ہستی کی ضرورت ہوگی۔ جو رسولؐ سے زیادہ صاحب علم ہو اور اس کا ہر قول دنیا والوں کے لیئے حجت ہو سکے جس کے بتانے

ہے اور بہ بشریت کی حیثیت سے پیغمبر کے علاوہ اگر خداوند عالم کسی اور شخص کو پیغمبر سے زیادہ صاحب علم اور بلند مرتبہ خلق فرماتا تو اسی کو رسول عالمین بنا کر بھیجتا۔ لہٰذا پیغمبر کی ذات میں علیحدہ علیحدہ نبوّت و بشریت کی دو شقیں قرار دینا باطل ہے۔

انا بشر مثلکم سے صرف یہ مطلب ہے کہ پیغمبر بشر تھے۔ انسان تھے اور آپ کے تمام اقوال و افعال انسانوں کے لئے حجت ہیں۔ جو کچھ آپ نے حکم دیا اور جو کچھ کر کے دکھایا وہ انسانوں کی طاقت سے باہر نہیں ہیں۔

پیغمبر صلعم خدا کے مطیع و فرمانبردار تھے آپ سے زیادہ خدا کی مرضی کا تابع کوئی نہیں ہو سکتا۔ آپ کا کوئی عمل وحی الٰہی کے خلاف نہیں ہو سکتا تھا کیوں کہ آپ کو وحی کی پابندی کا خدا کی جانب سے حکم تھا۔

واتبع ما یوحیٰ الیک (سورہ یونس آیت ۱۰۹) اے رسول وحی کی پابندی کرو جو تمہاری طرف کی جاتی ہے۔ واتبع ما یوحیٰ الیک من ربک (سورہ احزاب آیت ۲) اے رسولؐ وحی کی پابندی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر کی جاتی ہے اور بار بار پیغمبر کی زبانی حاکم حقیقی کہلواتا بھی رہا کہ ار

قل انما اتبع الا ما یوحیٰ الی من ربی (سورہ اعراف آیت ۲۰۳) کہدو اے رسولؐ کہ میں تو بس اسی کا پابند ہوں جو وحی مجھ پر کی جاتی ہے۔

واذا تتلی علیھم اٰیتنا بینٰت قال الذین لا یرجون لقائنا ائت بقراٰن غیر ھٰذا او بدلہ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقائ نفسی ان اتبع الا ما یوحیٰ الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم ۝ (سورہ یونس آیت ۱۵ پ ۱۱)

جب ان کے سامنے ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہماری ملاقات کی امید نہیں کہتے ہیں کہ اس قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن لاؤ یا اس کو بدل

اسی کا پابند ہوں جو وحی میری طرف کی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو بڑے (سخت) دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر وحی کے پابند تھے۔ اور کوئی عمل بغیر وحی کے نہیں کرتے تھے۔ کیوں کہ خدا کی نافرمانی سے ڈرتے تھے۔

اگر یہ کہا جائے کہ خدا اپنے رسولؐ سے کبھی غلطی یا سہو مصلحتاً کرا دیتا تھا تاکہ امت کو ایسا موقع درپیش ہو تو وہ اسی طرح اس غلطی کا تدارک کرے جس طرح پیغمبرؐ اپنی اس غلطی کا تدارک کرکے دکھائیں۔ مثلاً اگر چورکعتی نماز غلطی سے دو رکعت پڑھکر تمام کر دیں یا پانچ رکعتیں پڑھ لیں اور بعد میں ماموین توجہ دلائیں تو اس کا تدارک کر لیں۔

یہ خیال صحیح نہیں ہو سکتا کیوں کہ جس طرح پیغمبرؐ نے نماز کا حکم دیا اور طریقہ بتایا۔ ذکر رکوع و سجود اور تشہد و سلام کی تعلیم دی اور امت نے سمجھ لیا اسی طرح ہر غلطی و سہو وغیرہ کا تدارک بھی تعلیم دینے سے سمجھ جاتی۔ جب زبانی بتانے سے انسان سمجھ سکتا ہے تو عمل کرکے سمجھانا فعل عبث ہوگا۔ اور خدا اپنے رسولؐ سے فعل عبث نہیں کرا سکتا۔

حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اہلسنت کے عقائد

پیغمبر عادل پر اتہام ناانصافی

عائشہ کہتی ہیں کہ حضورؐ کی بیویوں نے حضرت فاطمہؑ کو حضورؐ کی خدمت میں بھیجا۔ فاطمہؑ نے حاضری کی اجازت طلب کی اس وقت حضورؐ میرے پاس میری چادر اوڑھے ہوئے

www.kitabmart.in

انصاف کی خواستگار ہیں۔ (یعنی یہ چاہتی ہیں کہ آپ سب سے عائشہ کے برابر محبت کریں) عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں خاموشی کے ساتھ ان باتوں کو سنتی رہی۔ حضورؐ نے فاطمہؑ کو جواب دیا کہ "بیٹی جس چیز کو میں پسند کرتا ہوں کیا تم پسند نہیں کرتیں"۔ فاطمہؑ نے کہا ہاں۔ حضورؐ نے فرمایا تو تم عائشہ سے محبت کرو۔ یہ سنکر فاطمہؑ اٹھ کھڑی ہوئیں اور حضورؐ کی بیویوں کے پاس واپس جاکر ان باتوں سے آگاہ کیا جو اُن کے اور حضورؐ کے درمیان ہوئی تھیں۔ حضورؐ کی بیویوں نے فاطمہؑ سے کہا "ہمارا خیال ہے کہ آپ نے ہمارا کام اطمینان کے قابل نہیں کیا۔ آپ پھر حضورؐ کے پاس جائیے اور کہیئے کہ آپ کی بیویاں آپ کو خدا کی قسم دے کر ابوبکرؓ کی بیٹی کے معاملہ میں انصاف چاہتی ہیں۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا خدا کی قسم میں اس معاملہ میں اب حضورؐ سے کوئی گفتگو نہ کروں گی۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضورؐ کی بیویوں نے زینب بنت جحش کو حضورؐ کی خدمت میں بھیجا جو حضورؐ کی نگاہوں میں میرے برابر درجہ رکھتی تھیں اور واقعہ یہ ہے کہ میں نے زینبؓ سے زیادہ دیندار، خدا سے ڈرنے والی، صادق صلہ رحمی کرنے والی۔ خیرات کرنے والی، اور خدا ذندی تقرب حاصل کرنے کی کوشش میں اعمال حسنہ کے اندر اپنے آپ کو فنا کر دینے والی عورت نہیں دیکھی۔ البتہ ان کے مزاج میں کسی قدر سختی اور تیزی تھی۔ جو زیادہ دیر تک قائم نہ رہتی تھی۔ زینب نے حاضر ہوکر اجازت طلب کی۔ حضورؐ اسی حال میں عائشہؓ کی چادر اوڑھے ہوئے لیٹے ہوئے تھے۔ جس طرح فاطمہؑ کے آنے کے وقت لیٹے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ انہوں نے حاضر ہوکر عرض کیا۔ "یا رسول اللہ آپ کی بیویوں نے مجھ کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اور ابوبکرؓ کی بیٹی کے معاملہ میں آپ سے انصاف کی طالب ہیں"۔ یہ کہکر زینبؓ میرے اوپر گر پڑیں۔ اور مجھ پر زبان درازی شروع کر دی۔ میں حضورؐ کی طرف دیکھتی رہی۔ اور آپ کے گوشۂ اشارہ کی منتظر رہی۔ کہ آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں زینب کی زبان درازی کا جواب دوں، لیکن زینب کی زبان درازی جاری

رہی۔ جب میں نے دیکھا کہ زینب خاموش ہی نہیں ہوتیں، تو پھر میں نے یہ بھی محسوس کر لیا کہ میرے جواب دینے کو حضورؐ ناگوار خیال نہ فرمائینگے تو میں بھی زینب پر برس پڑی اور ان کو ایسی گرفت میں لیا کہ ان کو کہنے ہی کا موقعہ نہ دیا یعنی گفتگو میں ان کو عاجز کر دیا۔ یہ دیکھکر حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا" یہ بھی (آخر) ابوبکرؓ کی بیٹی ہے۔ (صحیح مسلم شریف مترجم حدیث ۷۵۳ صد ۱۵۲ حصہ دوم و بخاری شریف مذکور جلد اوّل پ۱۰ حدیث ۲۸۵۶ ص ۲۱۱۔ (اس حدیث کے راوی حضرت عروہ ہیں)

میرا ایمان ہے کہ کوئی مسلمان حضور انور صلعم کی ذات اقدس پر ناانصافی کا الزام نہیں قبول کر سکتا۔ غور کیجئے خداوند عالم آپؐ کے خلق کی مدح ان الفاظ میں فرماتا ہے۔ انك لعلى خلق عظيم ٥ اے رسولؐ تم بہت بڑے بلند اخلاق پر فائز ہو۔ ناانصافی ظلم ہے۔ اور آنحضرتؐ کی ذات اقدس پر ظلم کے ارتکاب کا الزام خدا کے ارشاد کی تردید ہے۔ کہ وہ آپؐ کے بلند اخلاق کی تعریف کر رہا ہے۔ یعنی آنحضرت پر ناانصافی کا الزام خلق عظیم کے خلاف ہے۔

نیز ام المومنین حضرت عائشہ کے بارے میں بھی ان کے مرتبہ کے پیش نظر یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ موصوفہ اپنی ہم مرتبہ اور ہمسر خواتین یعنی پیغمبرؐ کی دوسری بیویوں کی دلآزاری فرما کر اپنی خواہش اور سکون قلب پر خوش ہوتی ہوں گی۔ کیوں کہ آنحضرتؐ کا یہ ارشاد ہے جس سے حضرت عائشہ ناواقف نہیں ہو سکتیں۔ ملاحظہ ہو:-

حضرت انسؓ کہتے ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا (جب تک اس قاعدہ کا پابند نہ ہو) کہ جو چیز اپنی جان کے لئے پسند کرے وہی اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے پسند کرے (ترجمہ صحیح بخاری شریف مذکورہ پارہ اوّل حدیث ۱۲ ص ۱۳۔ (زبدۃ البخاری ترجمہ صحیح بخاری جو صرف قولی حدیثوں کا مجموعہ ہے۔ مترجمہ مولانا محمد عارف رفیق صاحب بلند شہری مطبوعہ مدینہ پریس بجنور

ام المومنین حضرت عائشہ محدثہ ہوتے ہوئے آنحضرتؐ کی دوسری بیویوں کی روحانی تکلیف گوارا کرتی ہیں۔ جبکہ وہ خود دوسری بیویوں کی طرف سے یہی ناانصافی اپنے لئے پسند نہیں کرسکتی تھیں اور خود آنحضرتؐ خدا کے صریحی حکم کے خلاف کیوں کر کرسکتے تھے۔ جب کہ خداوند عالم بلا استثنائے احدے عام حکم دے رہا ہے۔

وان خفتم الّا تقسطوا فی الیتٰمیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النسآء مثنیٰ وثلٰثہ ورٰبع فان لا تعدلوا فواحدۃ (سورہ نساء پ۴ آیت ۳)

یعنی اگر تم کو اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرسکو گے تو اور عورتوں سے اپنی مرضی کے مطابق دو دو تین تین اور چار چار نکاح کرو۔ پھر اگر تم کو اندیشہ ہو کہ تم (متعدد بی بیوں میں بھی) انصاف نہ کرسکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو۔

دوسری آیت جس میں ہر معاملہ میں اپنے عام بندوں کو بلا استثنائے پیغمبرؐ انصاف کا حکم دیتا ہے۔

اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (پ۵ سورۃ نساء آیت ۵۸)

یعنی جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو یہاں آنحضرتؐ اپنی فریادی دوسری بی بیوں کی فریاد پر اعتنا بھی نہیں فرماتے۔ کیا کوئی مسلمان باور کرسکتا ہے؟ اور کیا ایسے ہی اخلاق کی خداوند عالم مدح فرماسکتا ہے؟

تیسری آیت میں بھی انصاف کا عام حکم ہے۔ اس حکم سے بھی آنحضرتؐ کی ذات مستثنیٰ نہیں ہے۔

ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان (آیت ۹۰۔ سورہ نحل پ۱۴)

یعنی اس میں شک نہیں کہ اللہ تم کو انصاف کا اور نیکی کا حکم دیتا ہے۔

چوتھی آیت جس میں خود آنحضرتؐ کو مخاطب فرما کر خداوند عالم انصاف کا حکم دیتا ہے۔

(آیت ۱۵ سورہ شوریٰ پ ۲۵) یعنی اے رسول کہدو کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں"۔

پانچویں آیت ان اللہ یحب المقسطین (سورہ ممتحنہ پ ۲۸ آیت ۸)

یعنی خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

جو شخص انصاف نہیں کرتا وہ خدا کے حکم صریح کا مخالف ہے۔ اور ظالم ہے

اور خدا ظالموں کے بارے میں فرماتا ہے :-

یوم لا ینفع الظالمین معذرتہم ولہم اللعنۃ ولہم سوء

الدار (پ ۲۴ سورہ المومن آیت ۵۲) قیامت کے روز ظالموں کی معذرت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ اور ان پر لعنت ہوگی اور ان کے لئے بہت بری جگہ (دوزخ) ہے

اگر بیویوں کے درمیان انصاف کے حکم کی یہ تاویل کی جائے کہ متعدد

۔ بیویوں کے درمیان انصاف سے مراد مساوات قائم رکھنا ہے یعنی ضروریات زندگی کا مساوی طور پر مہیا کرنا ہے اس طرح کہ کسی بی بی کو کسی پر ترجیح نہ ہو یعنی مکان و لباس و غذا ہر ایک کے لئے بلا تفریق یکساں طور پر مہیا کرنا چاہئے۔ تو آنحضرتؐ اس طرح انصاف میں مطلق امتیاز نہ فرماتے تھے۔ لیکن قلبی رجحان کے متعلق تو خداوند عالم نے صاف صاف خود ہی فرما دیا ہے کہ تم تمام بی بیوں کیساتھ میلان طبیعت یکساں نہیں قائم کر سکتے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا

کل المیل فتذروھا کالمعلقہ (آیت ۲۹ سورہ نساء پ ۵) یعنی تم کتنا ہی چاہو لیکن تم میں اتنی قوت نہیں کہ اپنی متعدد بی بیوں میں انصاف کر سکو۔ مگر ایسا بھی تو نہ کرو کہ ایک ہی کی طرف ہمہ تن مائل ہو جاؤ۔ کہ دوسری بی بیوں کو معلق چھوڑ دو"۔

مطابق ہرگز خلافِ انصاف نہ تھا" لیکن مذکورہ تاویل کی بھی گنجائش نہیں کیونکہ اگر آنحضرتؐ کی جانب سے اس طرح کے انصاف کا مظاہرہ ہوتا تو امہات المومنین نامناسب شکایت ہرگز نہ کرتیں۔ کیونکہ وہ اس حکم الٰہی سے ناواقف نہیں ہو سکتی تھیں۔ بفرضِ محال اگر اس حکم سے لاعلم تھیں اور اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر پیغمبر پر ناانصافی کا الزام عائد کر رہی تھیں تو آنحضرتؐ خود فوراً یہ آیت سنا کر فرماتے کہ تمہاری یہ شکایت نہیں بہتان ہے۔ اس آیت میں انصاف سے خدا کی مراد بیویوں کے درمیان ان کے ضروریاتِ زندگی مساوی طور پر مہیا کرنا ہے۔ اور اس میں میری طرف سے تمہارے ساتھ ناانصافی نہیں کی جاتی ہے۔ لیکن خدا نے مجبور نہیں کیا ہے کہ ہر زوجہ کے ساتھ قلبی لگاؤ بھی یکساں رکھو۔ ہر بی بی کی محبت کے بھی یکساں طور پر دل میں جگہ دو۔

پیغمبرؐ کے اس جواب سے نہ دونوں سوکنوں میں تکرار ہوتی نہ ایک دوسرے سے زبان درازی کرتیں۔ آنحضرتؐ کا خاموش رہنا اس کی دلیل ہے کہ امہات المومنین کی شکایت بجا و درست تھی۔ اور ان کی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل میں بھی جناب عائشہ کے مقابلہ میں آنحضرتؐ کی جانب سے کمی تھی۔ جس کا ثبوت یہ ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگ میری باری کے دن کی جستجو میں رہتے تھے اور قصداً اسی روز ہدیہ بھیجتے تھے۔ حضرت اُمِ سلمہ فرماتی ہیں کہ میری ساتھ والی عورتیں (امہات المومنین) میرے پاس جمع ہوئیں اور مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلعم سے کہدو کہ حضورؐ جہاں ہوا کریں وہیں لوگ ہدیہ بھیجا کریں (حضرت عائشہ کی باری کو مخصوص نہ کریں) میں نے حضورِ اقدسؐ سے یہ عرض کر دیا لیکن آپ نے منہ پھیر لیا (ترجمہ بخاری شریف مذکور جلد اول پ۱۰ حدیث نمبر ۲۸۵۵/۲۸۵۶ ص۲۱۱)

ترمذی شریف کی روایت ملاحظہ ہو:-

"حضرت عائشہ فرماتی ہیں لوگ خاص طور پر اپنے ہدیے یومِ عائشہ میں بھیجا کرتے تھے۔ ...

تھے) ایک مرتبہ میری سہیلیاں (یعنی سوتنیں) حضرت ام سلمہ کے پاس جمع ہوئیں اور کہا (یہ کیا بات ہے) لوگ حضرت عائشہ کی باری میں سب سے زیادہ ہدیے بھیجتے ہیں جس طرح حضرت عائشہ اپنا بھلا (اور برتری) چاہتی ہیں۔ ہم بھی اپنا بھلا چاہتے ہیں (پھر اس خصوصیت کی کیا وجہ؟) اس لئے تم سب رسول اللہ کی خدمت میں عرض کرو کہ آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ میں جہاں بھی ہوا کروں وہیں ہدیے بھیج دیا کریں۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ نے حضور سے عرض کیا۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ دوسری بار حضرت ام سلمہ کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے یہی عرض کی۔ حضور نے فرمایا۔ ام سلمہ تم مجھے عائشہ کے بارے میں کوئی اذیت نہ پہنچاؤ کیونکہ عائشہ کے سوا تم میں سے کسی کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہوا کہ میں اس کے لحاف میں ہوں اور وحی نازل ہو (یہ شرف حضرت عائشہ ہی کو حاصل ہے) یہ حدیث غریب ہے بعض نے روایت میں حضرت ام سلمہ سے اس کے سے کچھ روایت ہے مترجمہ ترمذی شریف جلد دوم مترجمہ حضرت علامہ سید بدیع الحق صاحب نادری مفتی اعلیٰ نشر کردہ مکتبہ دار الفرقان دفتر آستانہ جامع مسجد دھلی حدیث نمبر ۲۰۰۴ صفحہ ۱۱۱)

بخاری شریف کی ایک روایت نمبر ۱۴۲ جلد دوم پ ۱۴ صفحہ ۱۱۲ پر مشتمل حدیث مذکورہ مندرجہ صحیح مسلم شریف درج ہے) اس میں بھی آنحضرت کی شادی بیویوں کے یہ الفاظ درج ہیں:-

آنحضرت کی دوسری بیویاں حضرت ام سلمہ کے پاس جمع ہوئیں اور کہا کہ "خدا کی قسم لوگ قصداً عائشہ کی باری کے دن تحفے بھیجتے ہیں۔ اور جس طرح عائشہ (اپنی) بہتری کی خواہشمند ہیں اسی طرح ہم بھی (اپنی بہتری کی خواہشمند ہیں"

معلوم ہوا تحفے تحائف جو کچھ جس بی بی کی باری کے دن آتے تھے وہ اسی بی بی کا مال ہو جاتا تھا لیکن لوگ حضرت عائشہ کی باری کے دن ہی تحفے بھیجتے تھے۔ اس طرح حضرت

کہ رسول اللہ لوگوں سے کہدیں کہ وہ عائشہ کی باری کا انتظار نہ کیا کریں۔ لیکن آنحضرتؐ نے مساوات برتنے سے انکار کر دیا جس سے ثابت ہوا کہ دوسری بیویوں کے ساتھ آنحضرتؐ کی جانب سے ضروریات زندگی کی تکمیل میں بھی مساوات قائم نہ تھی۔ اس لئے ان بیویوں نے شکایت کی پر آنحضرتؐ نے ان کی التجا ٹھکرا دی۔ اور (معاذ اللہ) انصاف سے کام نہ لیا۔ لہٰذا اس صورت میں دوسری امہات المومنین پر ظلم ہوا۔

اس حدیث سے ایک الجھن پیدا ہو گئی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ "عائشہ کے سوا کسی کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہوا۔ کہ میں اس کے لحاف میں ہوں اور وحی نازل ہو" یہی حدیث بخاری شریف میں بھی اسی مضمون پر مشتمل ہے۔ کہ ام سلمہ کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ "تم عائشہ کے متعلق مجھے اذیت نہ دو۔ سوا عائشہ کے اور کسی بیوی کے اگر کپڑوں میں ہوتا ہوں تو مجھ پر وحی بھی نہیں آتی (حدیث ۲۸۵۷ پ۱ جلد اول بخاری شریف ص۲۱۱) یعنی خدا بھی یہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلعم اپنی بیویوں کے ساتھ انصاف نہ کریں۔ اسی لیے وحی بھی حضرت عائشہ ہی کے باری کے دن بھیجتا تھا (معاذ اللہ) اور صحابہ بھی یہ ظلم امہات المؤمنین پر دیدہ و دانستہ کرتے تھے کہ صرف حضرت عائشہ کی خوشنودی کے لئے آنحضرتؐ کی دوسری بیویوں کی دلآزاری کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

مذہب اہلسنت کے مطابق آنحضرتؐ کی پیروی مسلمانوں کے لئے جہنم کا پیغام ہے

ان تمام مشکلات کے علاوہ آنحضرتؐ کی امت دو یا زیادہ بیوی والے شوہروں کے لئے یہ روایت (حدیث) جہنم کا پیغام ہے۔ کیوں کہ ایک طرف تو خدا وند عالم متعدد بیوی والوں کو ان کے درمیان انصاف کا حکم دے رہا ہے۔ اور دوسری طرف پیغمبر کی پیروی کا حکم بھی نہایت شدومد سے دے رہا ہے۔

کئی بیویوں کے درمیان انصاف کرنے کا حکم (سورہ نساء پ۴ آیت ۳ ص ۳ گزر چکا)

www.kitabmart.in

جو شخص انصاف نہ کرے گا تو خدا کی نافرمانی ہو گی اور نافرمانی کرنے والے کے لئے جہنم کی وعید ہے:۔

ومن یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم خالدین فیہا ابدا

(جس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔جس میں ایسے لوگ ہمیشہ جلتے رہیں گے (سورہ جن پ ۲۹ آیت ۲۲)

پیغمبرؐ کی پیروی کی تاکید کے لئے ملاحظہ ہو سورہ آل عمران کی آیت ۳۰ پارہ سوم میں ارشاد ہے:۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم

(اے رسول اللہؐ اپنی امت سے) کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تم کو دوست رکھے گا۔ اور تمہارے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔

خدا سے محبت اور گناہوں کی معافی مشروط ہے۔ پیغمبرؐ کی پیروی پر۔ اگر پیروی نہیں کرتے تو خدا سے تم کو ہرگز محبت نہیں تم خدا کو دوست نہیں رکھتے اور جب تم خدا کو دوست نہیں رکھتے تو وہ بھی اور وہ جب تمکو دوست نہیں رکھتا تو تمہارے گناہ بھی معاف نہ کریگا۔ نتیجہ وہی جہنم ہے۔

دو یا دو سے زیادہ بی بیوں والے شوہروں کے لئے یہ حدیث ہر طرح عذاب جہنم کی وعید ہے۔ یعنی اگر کئی بیویوں کے درمیان انصاف نہیں کرتا تو حکم خدا کے خلاف ہوتا ہے اور جہنم ٹھکانا ہو گا۔ اور اگر انصاف سے کام لیتا ہے تو پیروی رسول کے خلاف ہوتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں بھی جہنم میں جلنا ہو گا۔

اس روایت کو صحیح مان لینے سے بڑی مشکل درپیش ہوتی ہے۔

۱۔ حضرت رسالتمآب افضل الاولین والآخرین شفیع المذنبین محبوب رب العالمین کی ذات اقدس پر اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ ناانصافی یعنی ظلم کرنے اور خدا کے صریح حکم کی نافرمانی کا الزام عائد ہوتا ہے۔ جیسے کوئی مسلمان خواہ اسلام کے کسی فرقے سے تعلق رکھتا

ہو قبول نہیں کر سکتا۔

(۲) حضرت عائشہ کی ذاتِ والا صفات پر آنحضرتؐ کی دوسری ازواج کی دل آزاری پر راضی رہنے اور خوش ہونے کا الزام قائم ہوتا ہے۔

(۳) صحابۂ کرام پر بھی امہات المومنین کی دل آزاری کا الزام عائد ہوتا ہے اور یہ بھی گناہ ہے کیوں کہ خداوند عالم عام مومنین و مومنات کی اذیت رسانی کو سخت گناہ قرار دیتا ہے۔ امہات المومنین کی اذیت رسانی کا گناہ تو بہ نسبت عام مومنات کے بہت زیادہ ماننا پڑے گا۔ کیوں کہ ان کا درجہ مومنات سے بہت زیادہ بلند ہے۔ عام مومنین و مومنات کی دل آزاری و اذیت خدا کو پسند نہیں جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے والذین یوذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا آیت ۵۵ سورہ احزاب پ ۲۲) جو لوگ مومنین و مومنات کو بغیر ان کی کسی خطا کے اذیت دیتے ہیں تو وہ ایک بہتان اور صریحی گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لادتے ہیں۔

(۴) اگر اس روایت کو صحیح تسلیم نہ کیا جائے تو صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف کی صحت پر ضرب لگتی ہے اور کتاب خدا کے بعد ان دونوں کتابوں کے صحیح ترین کتب ہونے کا دعویٰ غلط ہوتا ہے۔

اب مسلمانوں کو اختیار ہے کہ آنحضرتؐ ام المومنین حضرت عائشہ اور صحابہ کرام پر ارتکاب ظلم و دل آزاری کا الزام (نعوذ باللہ) تسلیم کر لیں اور بخاری و مسلم کی روایتوں کو صحیح تصور فرمائیں۔ یا ایسی حدیثوں اور روایتوں کو قطعی غلط سمجھیں جن میں ایسے ایسے بے سر و پا حالات درج ہیں جو ان ذوات مقدسہ کے دامن عصمت کو داغدار بناتے ہیں۔ اور کلام اللہ کے خلاف ہے۔

حضور پر دورانِ حیض مباشرت کا الزام

عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اور آنحضرت صلعم دونوں ایک برتن سے

غسل کیا کرتے تھے۔ حالانکہ ہم دونوں جنب ہوتے اور آپ مجھے حکم دیتے میں تہبند باندھ لیتی۔ اور مجھ سے حالات حیض میں مباشرت کرتے اور (کبھی) آپ اعتکاف میں ہوتے اور میری طرف سر جھکا دیتے۔ چنانچہ میں حالت حیض میں آپ کا سر مبارک دھو دیتی۔

(ترجمہ بخاری شریف مذکور پارہ اول حدیث نمبر ۳۰۳ صفحہ ۳۶)

حدیث نمبر ۳۰۴ پ صفحہ ۳۶ بخاری شریف مذکور میں ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ "جب ہم میں کوئی حیض میں مبتلا ہوتا اور آپ مباشرت کرنا چاہتے تو آپ حیض کے زمانہ جوش میں تہبند باندھنے کا حکم دیتے اور پھر مباشرت کر لیا کرتے تھے۔

یہی مضمون حدیث نمبر ۳۰۵ میں میمونہ سے مروی ہے:۔

آنحضرتؐ پر یہ بھی سخت الزام ہے۔ کیوں کہ خدا نے حالت حیض میں مباشرت سے منع فرمایا ہے۔ قرآن شریف میں صریحی ممانعت موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ویسئلونک عن المحیض قل ھو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرون ۔ فاتوھن من حیث امرکم ان اللہ یحب التوابین ویحب المطھرین (سورہ بقرہ آیت ۲۲۲ پ ۲)

اس آیت کا ترجمہ مندرجہ ترجمہ بخاری مذکور ص ۳۵ جلد اوّل پ اول سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے محمدؐ آپ سے لوگ حیض کا حکم دریافت کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ کہدیجئے کہ یہ نجاست ہے۔ اس زمانہ میں ان سے (عورتوں سے) الگ رہو۔ اور اُن سے قربت (جماع) مت کرو تاوقتیکہ وہ پاک نہ ہو جائیں۔ تو جس جگہ سے خدا نے حکم دیا ہے وہاں سے ان سے قربت کرو۔ خدا توبہ کرنے والوں کو اور پاک لوگوں کو پسند فرماتا ہے"۔

"اذیٰ" کا ترجمہ نجاست کیا گیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مباشرت سے

نجاست نہیں حاصل ہوتی کیوں کہ اس کے بعد یہ کہا جاتا ہے کہ "اس زمانہ میں ان سے الگ رہو" یعنی ورنہ تم بھی نجاست میں آلودہ ہو جاؤ گے۔ حالانکہ اس کا صحیح ترجمہ بیماری (اذیت دینے والا امر ہے)

مباشرت تو خود وہ فعل ہے جو انسان کو نجس قرار دیتا ہے۔ جس سے نماز وغیرہ کے لئے غسل واجب ہوتا ہے۔ ایام حیض میں مباشرت کرنے سے اسی لئے منع کیا گیا ہے کہ اس حالت میں مرد کو بیماری میں مبتلا ہونے کا احتمال ہے"۔

ایسی ایسی روایتیں جمع کرنے والوں کو یا تو نادان دوست کہنا مناسب ہوگا یا دوست نما دشمن جو دوستی کے پردہ میں دشمنی کر رہے ہیں اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں کیونکہ بظاہر ان روایتوں سے آنحضرتؐ کی حضرت عائشہ سے محبت ظاہر کی گئی ہے لیکن آنحضرتؐ پر حکم خدا کی خلاف ورزی کرنیکا الزام عائد کیا گیا ہے (معاذاللہ) جب آنحضرتؐ خود حکم خدا کی مخالفت پر تلے ہوئے تھے تو امت کو کس طرح منع کر سکتے تھے۔ آنحضرتؐ کو اس آیت کی تبلیغ کا کیا حق باقی رہ جاتا ہے۔ ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدین فیھا ابداً۔ جس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔ ایسے لوگ اس میں ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ رسول اللہؐ کو یہ روایت خدا کی نافرمانی کا مرتکب قرار دے رہی ہے۔ اور خدا کی نافرمانی کرنے کا جو نتیجہ آیت سے ظاہر ہے اس کے سزاوار معاذاللہ آنحضرتؐ بھی ہوئے۔

لیکن جاہل سے جاہل مسلمان بھی ایسا اعتقاد نہیں رکھ سکتا۔ ایسا اعتقاد رکھنے والا خود اسلام سے خارج ہو کر جہنم کا مستحق ہو جائے گا۔

بعض ملّا صاحبان "مباشرت" کا ترجمہ "اختلاط کرنا۔ ساتھ لیٹنا بیان فرماتے ہیں حالانکہ اس ترجمہ کی گنجائش نہیں۔ کیوں کہ روایت میں حضرت عائشہ کی زبانی بیان ہو رہا ہے

www.kitabmart.in

تھے۔ اگر صرف ساتھ لیٹنا اور اختلاط کرنا ہی مقصود ہوتا تو تہبند باندھنے کا حکم دینے کی کیا ضرورت تھی، ہر وہ کپڑا جو ام المومنین پہنے ہوتیں اسی کے ساتھ اختلاط کیا جا سکتا تھا۔ حیض کے زمانہ اور جوشش میں خاص طور سے تہبند باندھنے کا حکم ثابت کرتا ہے کہ مباشرت سے مراد جماع ہی ہے

دُنیا میں ہر شوہر و زوجہ کے مابین محبت ہوا کرتی ہے۔ غیور عورتیں شوہر کے حسن مباشرت اور اپنے ساتھ اس کے کریمانہ برتاؤ اور محبت کا دنیا میں ڈھنڈورا نہیں پیٹتی ہیں۔ سوائے جاہل اور تہذیب سے نابلد بے حیا عورتوں کے جو لوگوں پر یہ ثابت کرنا چاہیں کہ "میں اپنے شوہر کی بہت چہیتی ہوں اس لئے کہ کمسن ہوں، خوبصورت ہوں، میرا شوہر اپنی کسی دوسری عورت پر اس قدر جان نہیں دیتا جتنی دلجوئی اور خاطر داری میری اس کو منظور ہے کسی اور بی بی کی نہیں منظور ہے۔ راویوں نے حضرت عائشہؓ کی جانب ایسی ہی روایتیں منسوب کی ہیں، اور ستم ظریفی یہ کہ زیادہ تر انہی مخدرہ کی زبانی روایت کی ہے۔ جن سے حضرت عائشہؓ کی غیرت عفت اور شرم و حیا کو شدید ٹھیس لگتی ہے۔ اور ان معظمہ کی ایک اوچھے مزاج کی عورت سے زیادہ حیثیت نہیں رہ جاتی۔ ساتھ ہی آنحضرتؐ کی عصمت اور رسالت کی عظمت کالعدم نظر آنے لگتی ہے۔ اور حضور انور معاذ اللہ ایک عیاش اور نفس پرست انسان ثابت ہوتے ہیں۔ حسب ذیل روایتیں ملاحظہ فرما کر خود فیصلہ کیجئے:۔

آنحضرتؐ میں تیس مردوں کی طاقت ہونا

انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت دن یا رات کی کسی ایک ہی ساعت میں اپنی تمام عورتوں کا دورہ فرما لیا کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے انس سے دریافت کیا کہ حضرت میں اتنی طاقت تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ باہم یہ کہا کرتے تھے کہ آنجناب میں تیس مردوں کی طاقت تھی۔ سعید کی روایت میں جو قتادہ سے ہے گیارہ کے بجائے نو عورتیں ہیں (ترجمہ بخاری شریف جلد اول پ ۳۳ حدیث ۲۶۲)

www.kitabmart.in

بیویوں پر آنحضرت کا دورہ کرنے کا حال حضرت عائشہؓ کی زبانی

محمد بن منتشر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے کہا، ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ حالت احرام میں صبح تک خوشبو کا اثر باقی رہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں نے آنحضرت کے خوشبو لگائی تھی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی ازدواج کا دورہ کیا۔ پھر صبح کو احرام باندھ لیا (یعنی اثر خوشبو کا باقی تھا) عائشہؓ فرماتی ہیں کہ گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ آنحضرت حالت احرام میں ہیں اور سر مبارک پر خوشبو چمک رہی ہے (ترجمہ بخاری شریف مذکور پ۱ حدیث نمبر ۲۶۷ ص ۳۴)

غور فرمائیے کہ حضرت عائشہ کو اس کے اظہار کی کون سی ضرورت در پیش تھی کہ آپ اپنی گیارہ بیویوں کا دورہ ایک ہی ساعت میں فرمایا کرتے تھے جس سے ثابت ہو کہ حضورؐ میں تیس مردوں کی طاقت تھی۔ اس سے آپؐ کی امت اور سننے والوں کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ایسی طاقت کا اندازہ کیسے ہوا؟ خدا نے بتایا نہیں اور خود رسول اللہ نے اپنی زبان سے اظہار نہیں کیا پھر دوسروں کو کس طرح معلوم ہوا کہ آنحضرت کو تیس مردوں کی طاقت حاصل تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ پر یہ سراسر اتہام معلوم ہوتا ہے۔

جناب رسول خدا کی حضرت عائشہؓ سے بے پناہ محبت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں حالت حیض میں آنحضرت کے سر میں کنگھی کرتی (حدیث ۲۹۹ بخاری شریف مذکورہ مترجم ص ۳۵ پ ۱ و صحیح مسلم ترجمہ اردو حدیث نمبر ۵۵۲ ص ۱۵ حصہ اول)

دیگر۔ حضرت عروہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت عائشہؓ نے کہا ہے کہ میں حالت حیض میں آنحضرت کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھی اور آپؐ مسجد میں بیٹھے ہوتے اور سر میری جانب جھکا دیتے اور میں حجرہ میں ہوتی تھی (حدیث نمبر ۳ ترجمہ بخاری شریف مذکور ص ۳۵ پ ۱ و ترجمہ

ایام نجاست اور قرآن خوانی

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں حالت حیض میں ہوتی اور رسول اللہ صلعم میری گود سے تکیہ لگا کر قرآن پڑھا کرتے (حدیث بخاری ۳۱۲/۱ ص۳۵ پ۲) وترجمہ صحیح مسلم حصہ اوّل ص۵۲ حدیث نمبر ۵۰۲۔ ترجمہ بخاری شریف مذکور نمبر ۳۰۲، ص۲۵ میں بھی یہ مضمون ہے۔ جو مذکور ہو چکا اس میں یہ بھی ہے کہ آپ اعتکاف میں ہوتے اور میری طرف سر جھکا دیتے۔ چنانچہ میں حالت حیض میں آپ کا سر دھو دیتی

مذکورہ حدیثوں میں حضرت عائشہ کا حالت حیض میں ہونا ثابت کیا گیا ہے ایسی حالت میں آنحضرتؐ کا حالت اعتکاف میں انہی معظمہ سے کنگھی کرانا اور ران کی گود سے تکیہ لگا کر قرآن پڑھنا ظاہر کیا جا رہا ہے۔ جس سے آنحضرتؐ کی جناب عائشہ سے انتہائی محبت ثابت کی گئی ہے۔ اگرچہ حالت حیض میں عورت کو چھونے اس سے خدمت لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ تاہم کراہت ضرور ہے جب کہ نو بی بیوں میں کوئی نہ کوئی تو ضرور حیض سے خالی ہوگی۔ تو جو بی بی حیض میں مبتلا نہیں تھی اس سے یہ خدمتیں لی جا سکتی تھیں۔ علاوہ ازیں یہ صورت بھی دوسری بی بیوں کی دل آزاری کا باعث ضرور تھی اور یہ ایک خلق عظیم پر فائز ہستی کی شان کے خلاف ہے۔ اور یہ روایتیں حضرت عائشہ اور آنحضرتؐ پر افترا معلوم ہوتی ہیں۔

بی بی عائشہ کا پیر اور سجدہ گاہ رسولؐ

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں آنحضرتؐ کے سامنے سوئی ہوتی۔ میرے پاؤں آپ کے سجدہ کی جگہ پر ہوتے۔ جب آپ سجدہ کرتے مجھ سے (ہاتھ وغیرہ سے) اشارہ کر دیتے۔ اور میں پاؤں کھینچ لیتی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں دراز کر لیتی۔ اس زمانہ میں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔ (حدیث ۴۱۵ ص۴۳ ترجمہ بخاری شریف وحدیث ۵۶۳

www.kitabmart.in

ص ۱ و صحیح مسلم حدیث نمبر ۴۶۹ صد ۲ حصہ اوّل و موطا مالک حدیث نمبر ۱ صد ۹۱ نشر کردہ دار الفرقان جامع مسجد دہلی و حدیث نمبر ۱۲۹۸ پ ۵ مترجمہ بخاری شریف مذکورہ) حضرت عائشہ جیسی عالمہ اور محدثہ پر یہ سراسر بہتان ہے۔ کیونکہ اگر آنحضرت اندھیرے میں نماز پڑھا کرتے تھے تو سجدہ گاہ پر حضرت عائشہ کا پیر ہوتا۔ تو پہلی ہی مرتبہ آنحضرت کے اشارہ کرنے سے وہ سمیٹ لیتیں دوبارہ ہرگز نہ پھیلاتیں۔

ام المومنین کے متعلق نجاست صاف کرنے کی توہین آمیز روایات

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک ہی کپڑا (یعنی ابتدائے اسلام میں) ہوا کرتا اسی میں ایام حیض بسر کرتے تھے اور جب اس میں کچھ خون لگ جاتا تو اس پر تھوک لگا کر ہاتھوں سے رگڑ دیا کرتے تھے۔ حدیث نمبر ۳۱۹ بخاری شریف مذکورہ ترجمہ ص ۳۶ پ ۲ جلد اوّل)

تھوک لگا کر ہاتھوں سے رگڑ دینے سے کبھی کپڑا پاک نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس کپڑے کو پہن کر نماز درست ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۳۱۴، ۳۱۵ ترجمہ بخاری شریف مذکور ص ۳۶ پ ۲ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ جب خون حیض سے کسی کا کپڑا آلودہ ہو جائے تو اس کو مل کر دھو ڈالے اور اسی کو پہن کر نماز پڑھ لے

حضرت عائشہ کی جانب یہ بات منسوب کرنا حقیقت سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ خون حیض کو تھوک لگا کر رگڑ دیا کرتی تھیں۔ نہ صرف خود ایسا کرتی تھیں بلکہ تمام امہات المومنین ایسا کرتی تھیں کسی طرح باور نہیں ہوتا۔

آنحضرتؐ کے سامنے حالت نماز میں حضرت عائشہ کا

جنازہ کی مانند پڑی رہنے کا الزام

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور قبلہ کی جانب کی دیوار کے درمیان اس طرح عرض میں لیٹی رہتی تھی جس طرح جنازہ (کو نماز کے لئے) رکھا جاتا ہے (ترجمہ صحیح مسلم حدیث ۱۲۶۴ جلد اول ص۱۸ و ترجمہ بخاری شریف پ۲ حدیث ۲۱۷ ص۲۳ بروایت عروہ وحدیث ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ص۱۵ پ۲)

یہی حدیث اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ دہلی کے ص۱۷۵ پر بھی ۲۱ بحوالہ بخاری و مسلم ملاحظہ ہو۔

عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم رات کو نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان اس طرح لیٹی رہتی تھی جس طرح جنازہ رکھا ہوتا ہے۔

نمازی کے سامنے سے گذرنے کی شدید ممانعت :-

اس روایت سے حضرت عائشہ سے جناب رسولؐ خدا کی محبت کا اظہار مقصود ہے۔ لیکن یہ آنحضرتؐ اور حضرت عائشہ پر سراسر بہتان معلوم ہوتی ہے۔ کیوں کہ آنحضرتؐ نے نماز میں نمازی کے سامنے سے گذرنے کو منع فرمایا ہے۔ جس سے نمازی کے سامنے پڑے رہنے کی بدرجہ اتم ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

ملاحظہ ہوں احادیث ذیل :-

ابو جہیم کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ اگر نمازی کے سامنے سے

گذرنے والا یہ جان لے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ نمازی کے سامنے گذرنے سے چالیس روز تک ٹھہرا رہنا اور نہ گذرنا بہتر خیال کرے۔ ابوناصر راوی کا بیان ہے کہ چالیس سے کیا مراد ہے اس کا مجھ کو علم نہیں۔ چالیس دن مراد ہیں یا چالیس مہینے یا چالیس سال (مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ مطبوعہ دہلی ص۱۷۷، ۸ بحوالہ بخاری ومسلم ترجمہ صحیح بخاری ص۵۵۴ پارہ "۲" ص۵ اور مشکوٰۃ شریف حدیث ۷۱۸ اور حدیث ۷۲۹ ص۱۷۹ میں درج ہے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنے والا اپنا سو برس تک کھڑا رہنا بہتر خیال کریگا (بحوالہ ابن ماجہ) د ۷۳۰ میں ہے کہ وہ اپنا زمین میں دھنسایا جانا آسان سمجھے گا (بحوالہ مالک)

دیگر ابوہریرہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے اور کوئی چیز موجود نہ ہو تو اپنی لاٹھی کھڑی کر لے۔ اور لاٹھی بھی موجود نہ ہو تو ایک خط کھینچ لے پھر کسی کا اس کے سامنے سے گذرنا کوئی ضرر نہ دے گا (مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ مذکور ص۱۷۸ بحوالہ ابوداؤد وابن ماجہ)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ:۔

فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ تم میں سے جو شخص بغیر سترہ کے (کوئی چیز سامنے رکھے بغیر) نماز پڑھے گا تو اس کی نماز اس کے سامنے گدھے، خنزیر، یہودی، مجوسی اور عورت کے گذرنے سے ٹوٹ جائے گی، اور اگر گذرنے والا ایک پتھر پھینکنے کی مسافت کے بقدر دور ہو تو کچھ حرج نہیں ہے (حدیث ۷۳۱ ترجمہ اردو مشکوٰۃ شریف ص۱۷۹ بحوالہ ابوداؤد)

زید خالد جہنی نے بسر بن سعید کو ابو جہیم کے پاس بھیجا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کے متعلق کیا کچھ سنا ہے۔ ابو جہیم نے جواب دیا کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا اس کے عذاب وبال کو جانتا تو وہ چالیس دن یا مہینے یا سال کھڑا رہتا مگر آگے سے نہ گذرتا (موطا، مالک حدیث نمبر ۱۶۶ صفحہ ۷۲ دار دو ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں مرقوم ہے کہ اس باب میں حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمر سے روایت ہے حضرت ابو جہیم کی حدیث حسن صحیح ہے۔

یہی حدیث ترمذی شریف اردو ترجمہ جلد اول نمبر ۲۹۰ صفحہ ۹۶ پر بھی درج ہے ملاحظہ ہو ترمذی شریف مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی۔

نیز ترمذی شریف مذکورہ صفحہ ۹۶ کی حدیث نمبر ۲۹۲ میں یہ مضمون مرقوم ہے حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کے آگے کجاوہ کی لکڑی کے برابر کوئی چیز نہ ہو (یعنی سترہ نہ ہو) تو کالے کتے اور گدھے (اور عورت اس کی نماز کو کاٹ دیں گے یعنی اگر نمازی کے سامنے سے کالا کتا یا عورت یا گدھا گذر جائے اور اس کے آگے سترہ نہ ہو تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ حضرت عبد اللہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذرؓ سے دریافت کیا کہ کالے کتے نے کیا قصور کیا ہے۔ اس کو لال اور سفید کتے سے کیوں الگ کیا۔ حضرت ابوذرؓ نے جواب دیا بھتیجے جس کا تم نے مجھ سے سوال کیا ہے ویسا ہی میں نے رسول اللہ سے کیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کالا کتا شیطان ہے۔ اس باب میں ابو سعید حضرت حکیم غفاری، حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس سے بھی روایت ہے۔ حضرت ابوذرؓ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض علماء اسی طرف گئے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ گدھے عورتیں

اور کالے کتے نماز کاٹ دیتے ہیں (یعنی نماز کو باطل کر دیتے ہیں. مؤلف)

جب نمازی کے سامنے سے عورتوں کے گذر جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے تو کیسے ممکن ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت عائشہؓ کو سامنے جنازہ کی طرح ہوتے ہوئے نماز پڑھنا جائز سمجھا ہو گا اور خود حضرت عائشہؓ کیونکر گوارا کر سکتی تھیں. حقیقت میں آنحضرتؐ اور حضرت عائشہؓ پر یہ سراسر بہتان ہے.

چند وہ روایتیں ملاحظہ ہوں جن میں آنحضرتؐ کی حضرت عائشہؓ سے انتہائی محبت ثابت کی گئی ہے.

جنابِ رسول خدا اور حضرت عائشہ کی باہمی دوڑ

عائشہ کہتی ہیں کہ (ایک سفر میں) میں رسول اللہ کے ساتھ تھی (ایک موقعہ پر) میں اور رسول اللہ دوڑے (یعنی دوڑ میں باہمی مقابلہ کیا) میں رسول اللہ صلعم سے آگے نکل گئی. پھر جب میں فربہ ہو گئی (یعنی عرصہ دراز کے بعد) پھر دوڑ ہوئی اور اس دفعہ رسول اللہ مجھ سے آگے نکل گئے. اور آپؐ نے فرمایا یہ اس دوڑ کے بدلے میں ہے (جس میں تم مجھ سے آگے نکل گئی تھیں) (مشکوٰۃ شریف کامل اردو ترجمہ ص۵۰۹ حدیث نمبر ۳۰۹۱ بحوالہ ابو داؤد)

معاذ اللہ جناب رسول خدا حضرت عائشہ کے ساتھ لہو و لعب اور ان کی دلجوئی و دلداری میں کار رسالت نصائح و مواعظ و عبادات وغیرہ سب چھوڑ کر منہمک رہتے تھے. کیونکہ حضرت عائشہ نہایت حسین بھولی بھالی اور کنواری تھیں اور تمام امہات المؤمنین سے کمسن تھیں، انہی صفات کی وجہ سے آنحضرتؐ ان پر زیادہ فریفتہ تھے.

حضرت عائشہ کے حسن و کمسنی اور بھولے پن کی تعریف

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت جب

سفر کو جانے کا ارادہ کرتے تو قرعہ ڈالتے جس بیوی کے نام قرعہ نکلتا اس کو ہمراہ لیجاتے (معلوم ہوا کہ آنحضرت سفر کے موقع پر حضرت عائشہ سے خصوصیت کام میں نہیں لاتے تھے۔ بلکہ وہ عمل کرتے تھے جس سے کسی بی بی کی دل آزاری نہیں ہونے پاتی تھی۔ اور نہ کسی کو شکایت ہو سکتی تھی۔ کامل) ایک جہاد میں جانے کے موقع پر میرے نام قرعہ نکل آیا۔ میں حضرت کے ساتھ گئی۔ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ اس لئے میں ہودے کے اندر سوار تھی۔ واپسی میں جب رسول اللہ مدینہ کے قریب آگئے تو ایک شب آپ نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ اعلان کے بعد میں پیدل جا کر لشکر سے آگے بڑھ گئی۔ اور رفع ضرورت کے بعد اپنے کجاوہ کے پاس آگئی یہاں پہنچ کر دیکھا تو میرا موضع ظفار کے پوتھ کا بنا ہوا ہار گلے میں نہ تھا۔ میں لوٹ کر ہار کی جستجو کرنے لگی۔ ادھر میرا ہودہ اونٹ پر رکھ دیا گیا کیوں کہ وہ سمجھے کہ میں ہودے کے اندر ہوں۔ کیوں کہ اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھیں۔ اور میں تو ویسے بھی کم عمر لڑکی تھی۔ لشکر کے چلے جانے کے بعد ہار مجھے مل گیا۔ میں پڑاؤ پر لوٹ کر آئی تو وہاں کوئی نہ تھا۔ میں وہاں بیٹھے بیٹھے نیند سے مغلوب ہو کر سو گئی۔ صفوان بن معقل سلمی لشکر کے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے صبح کو مجھے پہچان کر اپنے اونٹ پر سوار کر لیا۔ اور خود مہار پکڑ کر آگے آگے اونٹ کو لے کر چل دیا۔ دوپہر کو ہم لوگ لشکر سے جا ملے۔ مدینہ پہنچ کر میں بیمار ہو گئی اور لوگ مجھ پر طوفان انگیزوں کے قول کا چرچا کرتے تھے مجھے اس کا کچھ علم نہ تھا۔ ہاں مجھے کچھ شک ہوتا تھا۔ کیوں کہ رسول اللہ کی مہربانیاں جو پہلے تھیں وہ اب نہیں دیکھتی تھی۔ صحت کے بعد ایک روز میں مسطح کی ماں کے ساتھ رفع حاجت کو میدان کی طرف گئی۔ واپسی میں مجھے اُن سے ان افترا پردازیوں کا علم ہوا جو لوگ مجھ پر کرتے تھے۔ میں رسول اللہ سے اجازت لے کر اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ اور والدہ سے پوچھا کہ لوگ کیا چرچا کرتے ہیں۔ تو والدہ نے کہا بیٹی تم کو گھبرانا نہ چاہیئے۔ خدا کی قسم اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ جو عورت خوبصورت

ہوتی ہے اور اپنے شوہر کی چہیتی ہوتی ہے اور اس کی سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو سوکنیں اس میں ہمیشہ عیب نکالتی رہتی ہیں۔ یہ معلوم کر کے میں اس شب میں رات بھر روتی رہی ادھر رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ اور اسامہؓ کو بلایا کیونکہ وحی میں توقف ہو گیا تھا۔ رسول اللہ نے ان دونوں حضرات سے مجھے طلاق دینے کے متعلق دریافت کیا۔ اسامہ نے تو میری پاک دامنی ہی بیان کی۔ حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ خدا نے آپ کے لئے کوئی تنگی نہیں کی ہے۔ اس کے سوا عورتیں بھی بہت ہیں۔ آپ باندی سے دریافت فرمائیے۔ وہ آپ سے سچ سچ بیان کر دے گی۔ رسولؐ نے بریرہ کو بلا کر دریافت فرمایا۔ اس نے کہا میں نے ان میں نکتہ چینی کے قابل کوئی بات نہیں دیکھی۔ ہاں چونکہ وہ نوعمر لڑکی ہے۔ آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہے اور بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے۔ بقدر حاجت (ترجمہ بخاری شریف حدیث نمبر ۱۳۹۰ پ ۱۰ ص ۱۵۴ تا ۱۵۶)

مذکورہ روایت سے حضرت عائشہ کا کم عمر لڑکی ہونا خوبصورت ہونا اور بھولی بھالی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ انہی صفات کی وجہ سے ان کو زیادہ چاہتے تھے۔ آپ کا کنواری ہونا خود حضرت عائشہ کی زبانی ملاحظہ ہو۔

حضرت عائشہ کا اپنے کنواری ہونے کا اظہار

"حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بتائیے اگر آپ کسی وادی میں فروکش ہوں وہاں ایک درخت تو ایسا ہو جس کے پتے چرے گئے ہوں اور ایک درخت ایسا ہو جس کے پتے کسی نے (اپنے جانور کو) نہ چرائے ہوں تو آپ اپنے اونٹ کو کس درخت سے چرائیں گے۔ فرمایا میں وہ درخت چراؤں گا جو کسی نے نہ چرایا ہو۔ اس سے مراد حضرت عائشہ کی یہ تھی کہ رسول اللہ صلعم نے ان کے علاوہ کسی دوشیزہ سے نکاح نہیں

بی بی عائشہ پر منی کھرچ کر صاف کرنے کا الزام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منی کی بابت فرمایا کہ میں منی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے کھرچ ڈالا کرتی تھی (یعنی کپڑے کو رگڑ رگڑ کر خشک منی کو صاف کر دیتی تھی) صحیح مسلم اردو ترجمہ حدیث ۲۸۹ صفحہ ۵ حصہ دوم)

دیگر

عبداللہ بن شہاب خولانی کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے یہاں مہمان تھا کہ مجھ کو احتلام ہو گیا۔ اور میرے دونوں کپڑے ناپاک ہو گئے۔ میں نے ان دونوں کپڑوں کو پانی میں غوطہ دے کر دھو لیا۔ مجھ کو (کپڑے دھوتے) حضرت عائشہ کی لونڈی نے دیکھ لیا۔ اور حضرت عائشہ سے جا کر کہا حضرت عائشہ نے آدمی بھیجکر مجھ کو بلوایا۔ اور فرمایا تم نے اپنے دونوں کپڑوں کو کیوں دھویا میں نے عرض کیا میں نے خواب میں وہ چیزیں دیکھیں جو سونے والا دیکھتا ہے (یعنی خواب میں ناپاک ہو گیا) حضرت عائشہ نے فرمایا اگر تم کپڑوں میں کوئی چیز پاتے تو اس کو دھو ڈالتے۔ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں خشک نجاست کو دیکھتی تھی تو اپنے ناخن سے اس کو چھیل ڈالتی تھی (حدیث ۲۹۰ صفحہ ۲۴۵ صحیح مسلم مذکورہ)

غور فرمایئے اگر رسول اللہ صلعم کا کوئی ارشاد منی کھرچ کر صاف کر دینے کے بارے میں نقل کر دیا جاتا تو وہ مسئلہ کی صورت سے قابل عمل ہوتا۔ اس بیان سے آخر امت کا کیا فائدہ مقصود تھا۔ بجز اس کے کہ حضرت عائشہ کے اس عمل سے اُن معظمہ کیساتھ حضرت کا انہماک ظاہر ہو اور حضرت عائشہ پہ بے غیرتی کا الزام عائد ہو۔

آنحضرت کا حضرت عائشہ کو حبشیوں کا ناچ دکھانا

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم مجھے اپنی چادر سے چھپائے ہوئے تھے۔ اور میں ان حبشیوں (کا تماشہ) دیکھ رہی تھی۔ جو مسجد میں کھیل رہے تھے۔ یہاں تک کہ (دیکھتے دیکھتے) میں خود اکتا گئی۔ اب تم

خود غور کرلو کہ ایک نوخیز لڑکی جو کھیل کی شوقین ہو کتنی دیر تک کھیل دیکھ سکتی ہے۔

(ترجمہ صحیح بخاری شریف پ ۲۱ ص ۲۳۳ ص ۲۲ جلد ۳)

یہی روایت پ ۳ ص ۱۰۱ ص ۵۷ پر بھی درج ہے جس میں یہ عبارت اضافہ ہے۔ کہ رسول اللہ حضرت عائشہ کے پاس آئے جب کہ دو لڑکیاں جنگ بعث کے متعلق اشعار گا رہی تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اُسی وقت آنحضرت تشریف لائے اور بستر پر لیٹ گئے۔ اور منہ دوسری طرف کر لیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر آئے اور انہوں نے مجھے جھڑک کر فرمایا کہ شیطان کا باجہ اور رسول اللہ کے سامنے حضرت نے ابوبکر سے فرمایا "ان کو رہنے دو" کچھ حبشی مسجد میں نیزوں اور ڈھالوں سے کھیل رہے تھے۔ حضرت نے حضرت عائشہ سے پوچھا " ان کا کھیل دیکھنا چاہتی ہو"؟ کہا ہاں! تو آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا۔ اور فرما رہے تھے بنی ارفدہ (اپنی ڈھالیں اور برچھیاں لو۔ بالآخر جب میں تھک گئی تو حضور نے کہا "بس" میں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا تو بس چلی جاؤ۔

کیا یہ کسی مسلمان کو یقین ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ حضرت عائشہ کو رسول خدا اس طرح سے نامحرموں کے سامنے کھڑا کریں کہ ان کا رخسارہ آپ کے رخسار پر ہو؟ علاوہ ازیں حضرت ابوبکر جس باجہ کو شیطان کا باجہ فرمائیں وہ رسول اللہ اور حضرت عائشہ شوق سے سنتے رہیں، آخر حضرت ابوبکر نے آنحضرت کی زبانی جنگ بعث کے اشعار اور باجہ کے متعلق سنا ہی ہو گا کہ یہ شیطانی عمل ہے۔ ورنہ وہ آنحضرت کے سامنے کیوں کر کہتے کہ یہ شیطانی باجہ ہے۔ لیکن حضرت رسول اللہ ان کو روکتے ہیں کہ ان کو "رہنے دو" پھر آنحضرت کا یہ عمل آپ کی دوسری بیویوں کے لئے کیا قابل رشک و آزار نہ ہوتا ہو گا؟ درحقیقت یہ آنحضرت اور عائشہ عائشہ ام المومنین پر بہتان ہے۔

رکھے ہوئے دیر تک کھڑی رہی ہوں گی۔ کیا آج کوئی مسلمان آنحضرتؐ کی پیروی میں اپنی بیوی کو اس طرح کوئی تماشا دکھا سکتا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

آنحضرتؐ کے پاس حضرت عائشہ کا لڑکیوں کے ساتھ کھیلنا

حضرت عائشہ فرماتی ہیں "میں رسول اللہ کے پاس لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں مجھ سے کھیلتی تھیں جب حضورؐ اندر تشریف لاتے تھے تو وہ چھپ جاتی تھیں لیکن حضورؐ اُن کو میرے پاس بھیج دیتے تھے۔ اور وہ میرے پاس کھیلتی تھیں۔ حدیث ۱۱۲۵ پ ۲۵ بخاری شریف ترجمہ صہ ۹۶ جلد ۳)

اس روایت سے جناب عائشہ کی کمسنی کا اظہار مقصود ہے۔ اور کمسن ہونے کی وجہ سے آنحضرتؐ بھی ان کی بہت دلداری کرتے تھے۔

خواب میں رسول اللہ کو جناب عائشہ کی شکل دکھائی گئی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے خواب میں تیری شکل دو بار دکھائی گئی اور میرا خیال ہوتا ہے کہ تو اس وقت ریشمی کپڑے پہنے تھی اور (فرشتہ) کہہ رہا تھا کہ یہ تمہاری بیوی ہے (چہرہ کھول کر) دیکھ لو میں نے دیکھا تو تیری شکل نظر آئی۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خواب خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو پورا کرے گا۔ ترجمہ بخاری شریف پ ۱۵ ح ۱۱۵۶ صہ ۱۲۵ و پ ۲۱ ح ۱۱۹ صہ ۱۱

معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک بھی حضرت عائشہ کا بڑا مرتبہ تھا۔ کہ اس نے اپنے محبوب خاص کے لئے حضرت عائشہ کو منتخب کیا۔ اور حضرت کو ان کی صورت خواب میں دکھا کر ان کا فریفتہ بنایا۔ حالانکہ آنحضرت نے جناب خدیجہؓ کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے حضرت عائشہ کے بارے میں نہیں فرمایا۔ یعنی عبداللہ بن جعفر

کہتے ہیں میں نے حضرت علی کو کوفہ میں یہ کہتے سُنا ہے کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے سنا تھا کہ عورتوں میں سب سے بہتر مریم بنت عمران ہیں اور سب سے بہتر خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ اس حدیث کے ایک راوی وکیع نے یہ حدیث بیان کر کے آسمان و زمین کی طرف اشارہ کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان تمام عورتوں میں بہتر و افضل یہ عورتیں ہیں (ترجمہ صحیح مسلم حصہ دوم حدیث ۶۴۳ صفحہ ۱۵۱)

عائشہ کہتی ہیں کہ حضور نے خدیجۃ الکبریٰ کی زندگی میں کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ ۶۴۶ صفحہ ۱۵۱ ترجمہ صحیح مسلم جلد دوم

علیؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سُنا ہے "اُس امت میں جس میں مریم بنت عمران پیدا ہوئیں۔ مریم بنت عمران ساری اُمت کی عورتوں میں بہتر تھیں۔ اور اس اُمت کی عورتوں میں خدیجۃ الکبریٰؓ سب سے بہتر ہیں۔ (اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف کامل صفحہ ۹۳۲ حدیث ۵۱۱ بحوالہ بخاری و مسلم)

لیکن خدا نے حضرت خدیجہ کی صورت جو اس کے نزدیک سب سے بہتر تھیں اپنے محبوب کو خواب میں نہیں دکھائی اور حضرت عائشہ کو قبل نکاح سے رسول اللہ کی محبوبہ قرار دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک بھی ترجیح مرجح مستحسن ہے۔

حضرت عائشہ کا ہار گم ہونا اور آیہ تیمم کا نازل ہونا

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہؐ کے ساتھ نکلے جب مقام بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ رسول اللہ اس کو ڈھونڈنے کے لئے ٹھہر گئے۔ اور دیگر آدمی بھی رک گئے پانی نہ تو وہاں موجود تھا نہ لوگوں کے پاس تھا۔ اس لئے لوگوں نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کہا، "دیکھئے حضرت عائشہؓ نے کیا کیا۔ رسول اللہ صلعم کو روک دیا اور لوگوں کو بھی

حالانکہ کسی کے پاس پانی موجود نہیں ہے اور نہ یہاں پانی ہے۔ حضرت ابوبکر میرے پاس آئے۔ اس وقت رسول اللہ میری ران پر سر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ آتے ہی فرمایا تونے رسول اللہ صلعم کو اور سب لوگوں کو روک دیا حالانکہ نہ تو قیام پانی پر نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر نے مجھے بہت بُرا بھلا کہا اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کچوکے مارنے شروع کئے۔ اور چونکہ رسول اللہ صلعم کا سر میری ران پر رکھا تھا اس لیے ہل نہ سکتی تھی۔ رسول اللہ صلعم صبح تک سوتے رہے اور پانی وضو کے لئے نہ ملا۔ تو خدائے تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ اسید بن حضیر نے کہا اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے (بلکہ اور برکتیں بھی تمہاری وجہ سے مل چکی ہیں) حضرت عائشہ فرماتی ہیں جس اونٹ پر ہم سوار تھے جب اس کو اٹھایا تو اس کے نیچے ہار مل گیا (حدیث ۳۹۳ پ ۱۴ ص ۱۰۲ ترجمہ صحیح بخاری مذکورہ۔ وحدیث ۱۸۱۶ و ۱۸۱۷ ص ۳۰۸ ترجمہ صحیح بخاری مذکورہ حدیث ۱۸۱۷ ص ۳۰۸ و ص ۳۰۹ پ ۱۸۔ حدیث ۱۸۱۸ میں آیت تیمم بھی درج ہے)

اس حدیث سے آنحضرتؐ پر یہ الزام عاید ہوتا ہے کہ آپ صرف حضرت عائشہ کے ہار کی وجہ سے ان کی خوشنودی کیلئے ایسے مقام پر ٹھہر گئے۔ جہاں پانی نہ تھا اور نہ اصحاب میں سے کسی کے پاس پانی تھا۔ جناب رسولؐ خدا کو یہ احساس نہ ہوا کہ لشکر کے تمام لوگ پیاس کی تکلیف میں مبتلا ہو جائیں گے حالانکہ آپ رحمۃ للعالمین تھے۔ حضرت عائشہ کے ہار گم ہو جانے کا اتنا احساس ہوا کہ ہار ان کے شوق کی چیز تھی لہذا ان کے دل کو صدمہ نہ پہنچے باوجودیکہ دوسرا ہار دستیاب ہو سکتا تھا۔ اور یہ بھی احساس نہ ہوا کہ نماز جو فریضہ الہٰی ہے کیونکر ادا کی جائے گی یعنی نماز کے قضا ہو جانے کی بھی پرواہ نہ ہوئی۔ آخر جب ہار ملنے سے مایوس ہوئے تو لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔

غور تو کیجئے آنحضرت پر یہ کتنا بڑا الزام ہے کہ آپ کو صرف حضرت عائشہ کے ہار کی وجہ سے تمام لشکر کا پیاسا رہنا اور نماز کا قضا ہو جانا گوارا ہو گیا (معاذ اللہ)

جنابِ رسول خداؐ اور جناب عائشہؓ کا ایک برتن کے پانی سے غسل کرنا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے ہمارے ہاتھ برتن میں آگے پیچھے پڑا کرتے تھے (بخاری شریف مترجمہ پارہ دوم حدیث ۲۶۶ صـ۲۳ و حدیث ۲۶۸ جس میں یہ ہے کہ میں اور آنحضرت ایک ہی برتن سے غسل جنابت کر لیا کرتے تھے اور حدیث مسلم شریف اردو ترجمہ ۲۷۴ صـ۵۴ حصہ اول اور مشکوٰۃ شریف کامل اردو ترجمہ صفحہ ۱۳۸ حدیث ۴۰۳ میں قریب قریب یہ عبارت درج ہے۔

"عائشہ کہتی ہیں کہ میں اور حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جنابت کی حالت میں ایک برتن کے پانی سے غسل کر لیا کرتے تھے جو ہم دونوں کے درمیان ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی برتن سے پانی لیتے اور میں یہ کہتی کہ میرے لئے تو پانی چھوڑ دیجئے۔ میرے لئے بھی تو پانی رہنے دیجئے۔

اس روایت میں بھی جناب عائشہ سے آنحضرتؐ کی انتہائی محبت و رغبت کا اظہار مقصود ہے اور خصوصیت سے غسل جنابت ظاہر کیا جا رہا ہے۔ اور رسول اللہ حضرت عائشہ سے چھیڑ چھاڑ بھی کرتے جاتے تھے۔ کہ خود جلدی جلدی پانی لے کر ختم کر دینا چاہتے تھے۔ اور حضرت عائشہ کا غسل نامکمل چھڑوا دینا چاہتے تھے۔ یہ ہے افضل الانبیاء و مرسلین کی نفس پروری کی معاذ اللہ تصویر۔

غسل نبیؐ اور حرارت ام المومنین

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ رسول اللہ